صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعرات مورخہ 14 جون 2012ء بمطابق 23 رجب 1433 ہجری بوقت شام پانچ بجکر تیس منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب سپیکر، کرامت اللہ خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اعوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیطَـٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمَـٰنِ الرَّحِیمِ۔

یَـٰٓأَیُّہَا الَّذِینَ ءَامَنُواْ لَا تَکُونُواْ کَالَّذِینَ ءَاذَوۡاْ مُوسَیٰ فَبَرَّأَہُ اللهُ مِمَّا قَالُواْ وَکَانَ عِندَ اللهِ وَجِیہًا O یَـٰٓأَیُّہَا الَّذِینَ ءَامَنُواْ اتَّقُواْ اللهَ وَقُولُواْ قَوۡلاً سَدِیدًا O یُصۡلِحۡ لَکُمۡ أَعۡمَـٰلَکُمۡ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوبَکُمۡ وَمَن یُطِعِ اللهَ وَرَسُولَہُ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِیمًا۔

(ترجمہ): مومنو تم ان لوگوں جیسے نہ ہونا جنھوں نے موسیٰ (کو عیب لگا کر) رنج پہنچایا تو خدا نے ان کو بے عیب ثابت کیا۔ اور وہ خدا کے نزدیک آبرو والے تھے۔ مومنو خدا سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کہا کرو۔ وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک بڑی مراد پائے گا۔

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: ان معزز اراکین نے چھٹی کیلئے درخواستیں ارسال کی ہیں جن میں: راجہ فیصل زمان صاحب 14-06-2012 تا 15-06-2012; عنایت اللہ خان جدون صاحب 14-06-2012 تا 15-06-2012; جناب غنی داد خان صاحب 14-06-2012 اور سجاد اللہ خان صاحب 14-06-2012۔

Is it the desire of the House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The leave is granted.

جناب محمد جاوید عباسی: جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کیا ہے، جاوید عباسی صاحب کو بڑی جلدی ہے؟ ذرا صبر تو کرو نا۔

جناب محمد جاوید عباسی: جناب سپیکر! میں ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی بسم اللہ، بسم اللہ، پڑھیں پڑھیں۔ کیا ضروری بات ہے جی؟ مائیک آن کریں جاوید عباسی کا۔

جناب محمد جاوید عباسی: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بالکل ایک منٹ صرف لونگا، میں تقریر کیلئے نہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: دو منٹ لے لیں، خیر ہے جی۔

جناب محمد جاوید عباسی: اس عنایت نوازی کا میں ہمیشہ مشکور رہونگا اور ان شاءاللہ رہونگا بھی جناب۔ جناب سپیکر، یہ کل ہمارے ایک ساتھی اور بزرگ رہنما تھے سوات امن جرگے کے، جو کانجو میں بنایا گیا تھا، اس کے سربراہ بھی تھے اور بڑی خدمات تھیں، کوئی دو دن شاید پہلے ان کا وہاں Murder کر دیا گیا۔ ان کا صرف یہ قصور تھا کہ سوات میں امن لانے کیلئے انہوں نے بڑی خدمات انجام دی تھیں اور اس وقت جب مشکل حالات تھے، جب امن جرگے میں شاید لوگ بات کرنے سے ڈرتے تھے، بہت سے لوگوں نے سوات میں ان کو روکا لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں یہ ہماری دھرتی ہے، یہ ہماری زمین ہے، یہ ہمارا صوبہ ہے، یہ ہمارا ملک ہے، اس کیلئے اگر میری جان بھی چلی گئی تو میں اس کیلئے یہ سمجھونگا کہ یہ کم قربانی ہے۔ تو جناب، ان کی بڑی خدمات تھیں، ان کی خدمات کے اعتراف میں چاہونگا کہ ان کیلئے یہاں دعائے مغفرت کروائی جائے۔ تھینک یو ویری مچ، جناب۔ جناب سپیکر، محمد افضل خان اس کا نام تھا، دو دن اخبار میں آیا تھا،

آپ نے بھی پڑھا ہوگا، دو دنوں سے ہر آدمی اس کیلئے تعزیت کر رہا ہے۔ افضل خان صاحب تھے، سوات سے جناب سپیکر، ان کا تعلق تھا، بزنس مین تھے لیکن ایک خوبی تھی کہ انہوں نے بڑی محنت کی تھی اور انہوں نے سوات کے اندر امن لانے میں، بہت سے اشخاص کی بڑی قربانیاں تھیں، یہ ہمارے دوست جانتے ہیں جو یہاں سوات سے تعلق رکھتے ہیں، بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ان کی بے پناہ قربانیاں تھیں۔ ان کی قربانیوں کے اعتراف میں ہم چاہیں گے کہ ان کیلئے اس فورم پر دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: مفتی کفایت اللہ صاحب! ذرا دعائے مغفرت کریں؟

مفتی کفایت اللہ: میں ذرا Add کرونگا ان کیلئے اور تمام مرحومین کیلئے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تمام کیلئے جی، دعا مانگنے میں، اللہ تو بہت بڑا ہے، ہر کسی کیلئے۔

(اس مرحلہ پر تمام مرحومین کیلئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔ اسی سے جاوید عباسی صاحب! آپ ہی بسم اللہ پڑھیں۔

جناب محمد جاوید عباسی: میں جناب۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: ہاں، ہاں بسم اللہ۔

(قہقہے)

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر! اس نے کل ہمارے قائدین کے بارے میں باتیں کی تھیں تو میں کہتی ہوں کہ چوہدری شجاعت زندہ باد اور ان کے قائدین اور لیڈر شپ مردہ باد۔

(اس مرحلہ پر محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی، خاتون رکن واک آؤٹ کر گئیں)

(قہقہے اور شور)

جناب سپیکر: جی، آپ بسم اللہ کریں اور۔

جناب محمد جاوید عباسی: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر! میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی میاں صاحب۔

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): تا خفہ کړہ او ھسې لګیا ئې۔۔۔۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: جی میاں صاحب څہ وئیل غواړې؟

وزیر اطلاعات: پوهه نه شو چې څه چل وشو، په څه خفه شوه (شور) نو هغه به په دې باندې چې ګڼې د مسلم لیګ (ن) والا د پاره دعا وشوه نو په دغه خفه شوه جی۔

جناب سپیکر: دوئ هغه بله ورځ چرته، زه خو نه وومه خو زما په خیال څه خبره به ئے کړې وی نو د هغې په وجه۔

وزیر اطلاعات: او جی او دا جاوید عباسی خو د هیرو ګانو غوندې دے، دا څه چل ئے کړے دے۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: زه اوس ئے راوله ورله، که دے بیا څه نور څه کوی نو چې ورپسې بیا راپاڅی۔

وزیر اطلاعات: مهربانی وکړئ او تاسو مفتی کفایت الله صاحب اولیږئ، دا به د دې اسمبلئ تاریخ وی (قہقہہ) او ما ته پته ده چې خبره شته۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: تاسو هم لاړ شئ او مفتی کفایت الله صاحب به هم درسره لاړ شی، مفتی کفایت الله صاحب او میاں افتخار صاحب دواړه ئے راولئ جی (مداخلت) لاړ شئ جی، لاړ شئ معزز رکنه ده، د دې ایوان ټول برابر یو۔ سارے برابر ہیں، آئندہ کیلئے احتیاط سے زبان استعمال کریں۔ ہں جی، جی بسم اللہ، بسم اللہ۔

سالانہ بجٹ برائے مالی سال 13-2012 پر عام بحث

جناب محمد جاوید عباسی: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر! میں بہت مشکور ہوں، آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کیلئے موقع دیا ہے اور ہم نے کبھی بھی کسی معزز جو ہمارے ممبران صاحبان ہیں، کبھی بھی ہماری خواہش نہیں رہی کہ ہم کسی کی دل آزاری کریں۔ ہمارے لئے تمام لیڈر شپ بہت قابل احترام ہے، ہم پاکستان کی تمام لیڈر شپ کا بہت احترام کرتے ہیں۔ جناب، ہمیشہ سے ہماری خواہش رہی ہے کہ اسمبلی کے اندر جب بھی بات کی جائے، ایک دوسرے کی لیڈر شپ کیلئے بڑے احترام سے بات کی جائے کیونکہ ہمارے لئے پھر لازم ہوتا ہے کہ اگر کوئی بھی ہماری لیڈر شپ کے اوپر بات کرے

تو پھر جواب دینا لازم ہو جاتا ہے ورنہ ہمارا کبھی بھی کوئی مقصد نہیں رہا۔ میں اس فلور پر کہتا ہوں کہ اگر ہمارے کسی الفاظ کی وجہ سے نگہت بی بی کے دل میں کوئی اس لحاظ (بات) سے آئی ہے، شاید درست نہ بھی ہے تو میں اس کیلئے معذرت کرونگا لیکن ہمارا کبھی بھی یہ مقصد نہیں رہا، ہم نے کہا کہ ہمیں ایک دوسرے کو، پارٹیز کے اندر لوگ بات بھی کرتے ہیں، سخت بات بھی کرتے ہیں لیکن پاکستان کی لیڈرشپ جو ہے، وہ ہمارے لئے قابل احترام ہونی چاہیئے۔ ہم اپنی لیڈرشپ کو یہاں لاکر اس طرح ڈسکس نہ کریں کہ پھر ہمیں ایک دوسرے کیلئے نعرہ بازی کرنی پڑے، وہ ماحول جو اس دن Create ہوا، ہم کبھی بھی نہیں چاہتے تھے کہ اسمبلی کے اندر ایسا ماحول Create ہو لیکن یہ آپ نے دیکھنا ہے کہ اس کی وجوہات کیا تھیں اور کیوں Create ہوا ہے؟ جناب سپیکر! آپ سے ریکویسٹ یہ ہے کہ جب یہ بجٹ سپیچ لکھی گئی ہے، سب 42 صفحات پر مشتمل ہے اور جہاں پر وزیر خزانہ جب تقریر کر رہے تھے۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی، رکن اسمبلی واک آوٹ ختم کر کے تشریف لے آئیں)

(تالیاں)

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ۔ جی مہربانی، بہت شکریہ۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی:</u> جب وزیر خزانہ صاحب تقریر کر رہے تھے تو انہوں نے بھی کچھ ڈیڑھ دو گھنٹے ضرور لیے ہونگے، تو یہ مہربانی کرنا، ہم عاجزوں کے ساتھ، اگر دس سے کوئی بارہ، چودہ منٹ ہو جائیں تو ہمارے ساتھ مہربانی کرنا تاکہ ہم، ساری باتوں کا تو شاید جواب دے بھی نہ سکیں۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> وہ اس شرط پر کہ آپ آخر ٹائم تک بیٹھیں گے۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی:</u> جی آخری دم تک ہم تو۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> رات کے بارہ بجے تک میں چلاؤنگا۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی:</u> ہم تو بجٹ کے آخری دن تک بیٹھنے کیلئے تیار ہیں۔

<u>جناب سپیکر:</u> جی بسم اللہ، بسم اللہ پڑھیں جی۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی:</u> میں جناب سپیکر! اپنی بجٹ کی تقریر سے پہلے ایک شعر جناب میاں افتخار صاحب کی نذر کرونگا:

ے

وفائے کربلا مہنگائی ہے تخریب کاری ہے
وزارت پھر بھی قائم ہے حکومت پھر بھی جاری ہے

حکومت ذات پہ جو خرچ کرتی ہے انہیں دے دیں
کہ جن کے دن گراں کرتے ہیں کہ جن پر رات بھاری ہے
(تالیاں اور مداخلت)

ابھی میں نے شروع کیا ہے، سر میں آگے اور بات کرونگا۔۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! د دې بنه جواب وګوره، په شعر کښې جواب بیا ورکړه۔

جناب محمد جاوید عباسی: جناب سپیکر! میں فنانس منسٹر صاحب کا، ان کی ساری ٹیم کا بہت مشکور ہوں اور میں ایک بات کا اعتراف کرونگا کہ فنانس منسٹری میں ہمارے ہر دل عزیز چیف منسٹر نے Best team لگائی ہوئی ہے جن کی پوری کوشش تھی کہ ایک بہتر فنانشل ڈسپلن اس صوبے کے اندر آسکے، آیا یا نہیں آیا، تو اس پر میں ضرور بات کرونگا لیکن مجھے یقین ہے کہ فنانس منسٹر صاحب بھی بہت ہی غریب طبع آدمی ہیں اور پوری ٹیم جو ہے ان کی، انہوں نے بڑی محنت کی ہے۔ پچھلے تین چار سالوں میں وزیر صاحب نے کہا کہ ہم نے بجٹ سے پہلے پری بجٹ سیمینار کروایا تھا اور اس میں کوئی شک نہیں، ایک سیمینار ایبٹ آباد کے اندر بھی منعقد کیا گیا تھا، میں خود بھی اس میں حاضر ہوا تھا، فنانس منسٹر صاحب نہیں آسکے تھے، جناب سپیکر صاحب کی توجہ چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! اس پہ ہم نے چند تجاویز دی تھیں، شاید وہ آخری دن تھے، وہ تجاویز اس پری بجٹ میں نہ ہو سکیں لیکن سب سے پہلے میں اپنی تقریر اس بات سے شروع کرونگا جناب سپیکر، جو سب سے زیادہ یہاں جس بات کی، فنانس منسٹر صاحب نے بھی کہا اور ہم نے کئی دفعہ اس بات کو ڈسکس کیا کہ انہوں نے کہا کہ جو فنانس کمیشن تھا جس کا ذیلی ایک فارمولا آیا تھا، وہ صوبوں کو زیادہ حصہ ملا۔ یقیناً یہ بات صحیح تھی اور انہوں نے اپنی بجٹ سپیچ میں کہا ہے، ان کی بجٹ سپیچ نمبر 6 پر انہوں کہا ہے کہ وہ فارمولا 57 پرسنٹ تھا جو انہوں نے طے کیا تھا جس کے ساتھ مرکز نے اپنے فنانسز صوبوں کو دیئے ہیں۔ اس فارمولے پر ہم چاہتے تھے کہ اگر یہ مرکز سے لیا گیا، اس میں تمام سیاسی جماعتوں نے، اسمیں تمام پراونشل حکومتوں نے اور سب سے زیادہ شاید پنجاب کی حکومت نے بھی اس پر قربانی دی ہے، یہ اچھی بات طے ہوئی ہے لیکن جب یہ طے ہو گئی تھی تو پھر لازم تھا اس حکومت کیلئے اور فنانس منسٹر صاحب کیلئے کہ پھر یہی فارمولا سارے صوبے کیلئے جناب سپیکر، ہونا چاہیئے تھا جو ان کے ساتھ فیڈرل گورنمنٹ نے یا سنٹر نے (طے) کیا تھا۔ وہ جب صوبے میں لاگو ہونا تھا تو پھر سارے جو ہمارے اضلاع

تھے، ان کے ساتھ بھی اگر ایسا سلوک کیا جاتا تو ہمیں بڑی خوشی ہوتی لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہو سکا۔ میں دوسرے جو ڈویژن ہیں، ان کے اوپر بھی بات کرونگا لیکن میں آپ کو بتادوں کہ اس فارمولے کے مطابق ہزارہ ڈویژن کے جو اضلاع تھے، 16 پرسنٹ ہمیں ملنا چاہیے تھا اس فارمولے کے مطابق ہمارا حق تھا، ہم حق سے زیادہ نہیں مانگتے، نہ ہمیں مانگنے کی ضرورت تھی لیکن بدقسمتی سے ہمیں 6 پرسنٹ ملا اور جو باقی ملاکنڈ تھا، سدرن ڈسٹرکٹس کے ساتھ جو سلوک ہوا ہے، یہ بڑی زیادتی ہے۔ بجٹ بناتے ہوئے تب آپ نے Admit کیا کہ ہم نے اس فارمولے کے ساتھ، تو پھر جناب سپیکر، Distribution بھی Resources کی اس طرح ہونا چاہیئے تھی کہ تمام ڈسٹرکٹس کو، یہ سارے صوبے کے لوگ ہمارے ہیں جہاں جس ڈسٹرکٹ کے اندر کوئی بس رہا ہے، وہ ہمارا ہے لیکن اس ملک میں اب اس طرح ہو رہا ہے، اس بجٹ کے بعد، جس طرح پاکستان کے اندر امیر امیر تر بنتا جارہا ہے اور غریب غریب تر، جناب سپیکر، اس بجٹ کے آنے سے جو اضلاع پہلے سے بہت Developed ہیں، جن میں ترقی بہت زیادہ ہے، ان میں زیادہ پیسہ ہے اور جو زیادہ پسماندہ ہیں، ان کیلئے اسی طرح ہمارے ساتھ سلوک کیا گیا جو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ جائز سلوک نہیں تھا، اس لئے میں نے اس بجٹ سیمینار میں بھی کہا تھا اور آج بھی میں کہتا ہوں، ہماری ریکویسٹ شاید یہ نہ مانیں کہ پراونشل لیول پہ جناب، یہ جو پراونشل فنانس کمیشن ہے، اس کے پاس کوئی پاورز نہیں ہیں، ان کے پاس صرف یہاں اتنی پاورز ہیں کہ یہ تنخواہوں کا حساب کتاب کرتے ہیں، ان لوگوں کو ویسے بھی چلے جانا ہے۔ یہاں پر ایک Independent Commission مقرر ہونا چاہیئے تھا، ہم نے پہلے بھی تجویز دی تھی، آج بجٹ میں بھی تجویز دیتے ہیں، اس سے پچھلے بجٹ میں بھی چلا کر کہا تھا کہ مہربانی کریں کہ کوئی Reputable جج صاحب ہو، کوئی سابقہ بیوروکریٹ ہو، کوئی اور ایسا Senior Politician ہو، اس کی سربراہی میں، اور دیکھا جائے کہ صوبے کے وسائل کس طرح کہاں کہاں خرچ ہونے چاہئیں؟ وہ پسماندہ اضلاع، جب بجٹ آتا ہے تو وہ ایک سال سے امید لگائے بیٹھتے ہیں کہ شاید ہمیں بھی کچھ ملے گا، اس پسماندگی کیلئے، اس کو دور کرنے کیلئے ضروری ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وسائل کی جو Distribution ہے، وہ Judiciously نہیں ہو رہی جو ہمارا حق ہے۔ جو دوسرے کمزور اضلاع ہیں، جن کا حق ہے، اس کے مطابق ان کو نہیں مل رہا تو ہماری حکومت سے پر زور اپیل ہے کہ ایک ایسا Independent Commission مقرر ہونا چاہیئے کہ وہ بیٹھ کر فیصلہ کرے کہ یہ وسائل ہیں اور Need basis پہ جہاں زیادہ ضرورت ہے، ہمارے جو اضلاع ہیں، ڈی آئی خان ہے، کوہستان ہے،

چترال ہے، ان اضلاع میں جہاں زیادہ ضرورت ہے، اس وقت Development کیلئے وہاں پیسہ زیادہ جائے تاکہ ان کے اندر یہ اعتماد بحال ہو کہ جو اسمبلی اور جو حکومت وہاں بیٹھی ہوئی ہے، وہ سب کے ساتھ، سب اضلاع کے ساتھ انصاف ہونا چاہیئے اور ان کو انصاف ہوتا ہوا نظر آئے ورنہ پھر جو بداعتمادی آتی ہے ان کے اندر، پھر وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ وہ انصاف نہیں ہو رہا، وہ ہمارا حق جو ہمیں ملنا چاہیئے، وہ نہیں مل رہا۔ تو میری پر زور اپیل ہے اور اب بھی وقت ہے جناب، اور فنانس منسٹر مجھے یقین ہے کہ یہ شریف گھرانے سے تعلق رکھنے والا ہمارا بھائی اگر اب بھی کہیں کہ یہ بات ٹھیک ہے، وسائل ہم اس فارمولے کے مطابق، 57 کا جو فارمولا ان کا آیا ہوا ہے، اپنا فارمولا جس پہ یہ بہت زیادہ خوش ہیں، اس کے مطابق، تو یقین کریں کہ تمام جتنے بھی ڈسٹرکٹس ہیں، اس کے مطابق ان کو حصہ ملے گا تو اس سے ہمارے جتنے بھی اضلاع ہیں، ان میں خوشی کی لہر دوڑ جائے گی اور نیک نامی ہوگی۔ جناب سپیکر! حکومت کی دوسری بات، کہ ہم نے یہاں کئی دفعہ چلا چلا کے بھی کہا ہے، ہم نے کہا ہے کہ خدا کا واسطہ ہے یہ غلط روایت جس نے بھی شروع کی ہے Umbrella budget کی، اس کو اب ختم ہو جانا چاہیئے، اب اس کو ختم کرنا چاہیئے۔ پانچ سالوں میں تو نہیں، آخری سال میں اس کو ختم کر کے جائیں تاکہ آئندہ آنے والی حکومت، ہمیں چیف منسٹر صاحب پہ اعتماد ہے، اس نے پوری کوشش کی، اس پراجیکٹ میں اس نے اپوزیشن کے لوگوں کو بھی ساتھ رکھا لیکن جناب سپیکر، میں میاں صاحب کا بھی مشکور ہوں لیکن ہوتا کس طرح ہے؟ جب یہ Umbrella project ہم منظور کر کے بھیج دیتے ہیں، پھر یہ بڑی بڑی ہستیاں جو یہاں بیٹھی ہیں، بڑی بڑی ہستیاں جب یہاں، وہاں جا کے بیٹھتی ہیں چیف منسٹر صاحب کے ساتھ، پھر جب یہاں بیٹھی ہوں تو پھر ہم کہاں پہنچ سکتے ہیں؟ جناب سپیکر، پھر تقسیم جو ہے، ہماری طرف بہت تھوڑا حصہ پہنچتا ہے۔ پھر ہمارا خیال ہے کہ جو بھی حصہ ہے اور اس سے بہت بڑا اس صوبے کے اندر نقصان ہو گیا ہے۔ پلاننگ کی جو ہماری منسٹری تھی، اس کے ساتھ کوئی کام اب اس کا نہیں رہا، اس کو یہ پلاننگ کرنا ہوتی تھی، پورا سال بیٹھ کے کہ ہم نے کونسے پراجیکٹس کرنے ہیں، ہم نے کونسے برج بنانے ہیں، ہم نے کونسی سڑکیں بنانی ہیں، ہم نے کونسے ہاسپیٹل بنانے ہیں؟ ہم نے۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> دس منٹ تو پورے ہو گئے ہیں، تو خیر ہے ایک دو منٹ۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی:</u> سر، ابھی ایک منٹ ہوا ہے، دو منٹ ہوئے ہونگے زیادہ سے زیادہ۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> آپ کی گھڑی بڑی Slow چلتی ہے۔

جناب محمد جاوید عباسی: جی، تو یہ بہت، دوسرا اس کا سب سے بڑا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: زبان کو ذرا تیز چلائیں تاکہ پوائنٹ جلدی سے۔

جناب محمد جاوید عباسی: اچھا، سب سے زیادہ جو اس Umbrella کا نقصان ہوتا ہے، بلور صاحب! وہ وہ ہوتا ہے کہ ایک ضلع کی سکیمیں آجاتی ہیں، ایک ممبر صاحب سکیمیں بھیج دیتے ہیں، کئی ممبران آخری دم تک، سال کے آخر تک وہ سکیمیں نہیں بھیجتے، یہ کہتے ہیں کہ Umbrella ہے، آخری وقت آئے گا تو اس کی Approval ہو گی۔ وہ سال کے آخر میں جب Approval ہوتی ہے، وہ شروع نہیں ہو سکتیں اور مجھے یہ لگتا ہے کہ کہیں پانچ سالوں کے بعد اس صوبے میں سکیموں کا قبرستان ہو گا اور پھر کوئی نہ مکمل ہو سکے گی، لہذا یہ ضروری ہے بجٹ کے ساتھ کہ یہ Developmental plan پورا آئے، ہم دیکھ سکیں کہ کیا کیا Development کہاں کہاں ہونی ہے؟ اور پھر ہم اس کی منظوری دیں۔ ہم سے زور سے جو منظوری لے لیتے ہیں، ہم بے بسی کے عالم میں ان کی منظوری تو دے دیتے ہیں لیکن یہ Financial discipline کے بھی خلاف ہے، یہ بجٹ کے Principles کے بھی خلاف ہے، لہذا مہربانی کر کے اب بھی وقت، اب تو شاید یہ وقت گزر گیا ہے اور انہوں نے ہماری بات نہیں مانی، اللہ کرے کہ آئندہ آنے والا یہ کوئی فیصلہ کر لے کہ نہیں یہ جو غلط روایت Umbrella کی شروع ہوئی تھی، اس کو ہمیشہ کیلئے ختم ہونا چاہیئے۔ جناب سپیکر، ایک اور بڑی دلچسپ بات، یہ Revised budget جو آیا ہے، یہ 29 ارب روپے کے لگ بھگ آیا ہے۔ فنانس منسٹر صاحب اپنی سپیچ میں لکھتے ہیں کہ جب As a Finance Minister میں نے اس صوبے کا کنٹرول سنبھالا تھا تو اس وقت سارے صوبے کی اے ڈی پی جو وہ خود کہتے ہیں کہ 28 ارب روپے تھی، جناب سپیکر، میں پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ پچھلے سال سیلاب نہیں آیا، جب سیلاب آیا تھا، جب تباہی ہوئی تھی اس صوبے میں تو 25 ارب کا Revised budget آیا تھا، آج 29 ارب روپے کا Revised budget دے کر اس ہاؤس کے ہر ممبر کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے۔ میں چاہوں گا کہ ہم سارے ایک استحقاق کمیٹی میں اپنے استحقاق کی تحریک لے کر آئیں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم نے منظوری نہیں دی، ہمیں پتہ ہی نہیں ہے، ڈیپارٹمنٹ شہنشاہوں کی طرح یہ پیسہ خرچ کر رہا ہے۔ جس صوبے کا Revised budget جناب سپیکر، 29 ارب روپے سے زیادہ ہو، کتنا؟ 29 ارب روپے، نہ آپ سے منظوری، نہ اس معزز ایوان سے منظوری اور انہوں نے خرچ کر کے اور آج چیز انہوں نے بتائی نہیں ہے، اگر سپیشل آڈٹ کے آپ نے آرڈرز نہ کئے، اگر آج اس کا سپیشل آڈٹ نہ ہوا، اگر یہ نہ

بتایا جائے کہ یہ پیسہ کہاں خرچ ہوا ہے؟ مجھے شک ہے، کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ انہوں نے اندر اندر سے سکیمیں شروع کی ہوئی ہوں اور اس پہ کام شروع کر دیا، 29 ارب بغیر ہماری منظوری کے کیسے ہوئے؟۔۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن کا مائیک بند ہوا)

جناب محمد جاوید عباسی: اب ہمارا مائیک تو آپ بند کروائیں گے نا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آخری دفعہ مائیک آن کریں، تاکہ جلدی سے بولیں۔ جی بولیں۔

جناب محمد جاوید عباسی: سر، میں بڑا جلدی اس کو، میں بڑی جلدی کر رہا ہوں تو مہربانی کر کے اس کا سپیشل آڈٹ ہونا چاہیئے۔ اگر سپیشل آڈٹ نہ ہوا، میں آج ہاؤس میں کھڑے ہو کے کہہ رہا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہو گی سارے ممبران کے ساتھ، اس ہاؤس سے جو منظوری دینا تھی، اس کی منظوری کے بغیر اتنا بڑا پیسہ انہوں نے کس طرح خرچ کر دیا ہے؟ پھر فنانس منسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں بہت دفعہ فیڈرل گورنمنٹ کی تعریف کی، میں بڑا خوش ہوتا، میں بہت خوش تھا کہ کاش کوئی ایک پراجیکٹ یہ لے کے آتے فیڈرل گورنمنٹ سے، یہ دونوں حکومتیں تھیں، کہ ان کی یہاں بھی حکومت تھی اور وہاں بھی، کوئی ایک پراجیکٹ مجھے یہ بتائیں کہ یہ پراجیکٹ ہے، یہ پیسہ آیا ہے، اس کیلئے میں بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو کے شکریہ ادا کرتا۔ جناب سپیکر، آپ کی توجہ چاہیئے کہ ایک بڑا پراجیکٹ جس کیلئے آپ نے بڑی کوشش کی تھی، ایکسپریس وے، جس کیلئے آپ نے بڑی لڑائی بھی لڑی ہے، فیڈرل حکومت بھی کہہ رہی ہے، کئی سالوں سے وہ التواء میں پڑا ہوا ہے۔ پچھلے بجٹ میں اس کا نام آیا تھا، اس دفعہ اس کا نام بھی نکال دیا گیا ہے۔ یہ فیڈرل گورنمنٹ نے ہمارے ساتھ مہربانی کی، فیڈرل گورنمنٹ نے ہمارے ساتھ یہ مہربانی کی کہ جو کرم تنگی ڈیم تھا، جو چشمہ کینال رائٹ کا پراجیکٹ تھا، لواری ٹنل کا تھا، پشاور ایکسپریس، موٹروے، کونسا ایک پراجیکٹ یہ لے آئے تھے؟ یہاں مسئلہ پراجیکٹ لانے کا نہیں ہے، یہاں کریڈٹ لینے کا تھا کہ اگر یہ لے آئے تو کریڈٹ کس کو ملے گا؟ ابھی الیکشن آنے والے ہیں، یہ کریڈٹ لینا آسان نہیں ہو گا، یہ اگر ایک ہو کر جاتے، وہاں ہماری لڑائی لڑتے اور وہ فیڈرل گورنمنٹ کو مجبور کرتے، جناب سپیکر، میں ایک بات آپ سے، یہ پیسکو ہمارے پاس ہے، ہمارے ڈیمز جو ہیں، یہ ورسک ہے، تربیلا ہے یا مالاکنڈ ہے، جو بجلی پیدا کرتے ہیں، اس کی جو Distribution تھی، یہ ہی کر لیتے، جناب سپیکر، اس کی Production یہ اپنے کنٹرول میں لے لیتے۔ ہم سے چھ روپے کی بجلی خریدی جاتی ہے اور 16 روپے کی بجلی ہماری انڈسٹری کو دی جاتی

ہے، اگر یہ کہتے تو فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ بیٹھتے اور کہتے کہ یہ ہمارے کنٹرول میں دو، ہم Capable ہیں، ہم یہ چلا سکتے ہیں، ہم یہ چلائیں گے لیکن کوئی ایسا کام نہیں ہو سکا، یہ کس بات سے اتنی بڑی تعریفیں ہوئی ہیں؟ کوئی مجھے پراجیکٹ بتایا جاتا، کوئی ایک بتایا جاتا کہ یہ چیز ہم لے کر آئے ہیں۔ ہم کہتے ہیں 18th Amendment بڑی قربانی ہے، یہ ہماری محنت ہے، یہ محنت کسی ایک جماعت کی نہیں ہے۔ جناب سپیکر، یہ وہ پارلیمانی کمیٹی بنی تھی، پارلیمان کی جس میں تمام سیاسی جماعتیں شامل تھیں، انہوں نے دن رات محنت کی تھی، انہوں نے Amendment 18th پاس کی اور جو ڈیپارٹمنٹس Devolve ہوئے تھے، وہ ڈیپارٹمنٹس انہوں نے لینے تھے، اس حکومت نے لینے تھے، وہ نہیں لے سکے۔ میں نے پچھلی اپنی سپیچ میں بھی کہا تھا کہ ٹورازم تو انہوں نے کہا ہے ہم نے لے لیا ہے، انہوں نے کہا ہے PTDC ہم آپ کو نہیں دیتے۔ جناب سپیکر، Liabilities انہوں نے ٹرانسفر کر دی ہیں، جو ذمہ داریاں تھیں وہ ٹرانسفر کر دی ہیں لیکن جو اصل PTDC کے ہوٹلز تھے جو اس کی جائیدادیں تھیں، وہ کوئی ایک چیز بھی ہمیں 18th Amendment میں نہیں ملی۔ یہ تو بالکل اس طرح ہے کہ بھینس ہمیں دے دی گئی ہو، اس کا چارہ بھی ہم اور خدمت بھی ہم کرتے ہیں لیکن دودھ کا ایک قطرہ اس صوبے کے لوگوں کو نصیب نہ ہو، یہ ہمیں ملی ہے 18th Amendment کے نیچے۔ کوئی ایک چیز بتائیں اور پھر لیٹر لکھتے ہیں ہم بار بار کہ ہماری Capacity نہیں ہے، ہم یہ سارا کام نہیں کر سکتے۔ بھئی، یہ کب کریں گے، دس سالوں میں، بیس سالوں، چالیس سالوں میں؟ اور جناب سپیکر، اس بجٹ میں ایک اور بہت دلچسپ بات کہ، جناب فنانس منسٹر صاحب اٹھ کے تشریف لے گئے، انہوں نے کہا ہے کہ اس دفعہ، سابقہ بجٹ میں انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں باہر سے Aid ملے گی 18 ارب روپے کی، 18 بلین کی۔ جناب سپیکر، ان کو سات بلین کی صرف Aid مل سکی ہے اور اس دفعہ انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں 26 بلین ملیں گے Foriegn سے، میں کہتا ہوں کہ یہ آٹھ نو سے زیادہ پھر ان کو نہیں ملے گی۔ کیا وجہ ہے کہ جو لوگ ان کے ساتھ Commitment کرتے ہیں، ڈونرز Commitment کرتے ہیں، International community ان کے ساتھ اگر Commitment کرتی ہے تو کیا وجہ ہے، کیا وہ ان پہ اعتماد نہیں کرتے، کیا وہ اپنا وعدہ پورا نہیں کرتے؟ یہ بجٹ اگر اس طرح کے فگرز سامنے رکھ کر بنا دیا گیا اور اب پہلے کہا تھا کہ ہمیں 18 بلین ملیں گے، اس میں سے صرف سات بلین میری انفارمیشن کے مطابق آئے ہیں، یہاں فنانس منسٹر، ان کا ڈیپارٹمنٹ بیٹھا ہوا ہے، اگر میری غلطی ہو تو ہم اس کو ماننے کیلئے تیار ہیں اور اس دفعہ 24 بلین رکھ دیئے گئے ہیں، یہ تو ایک اور

بڑا نقصان ہوگا۔ جناب سپیکر، یہاں ہم چلاتے رہے ہیں، ہم روتے رہے، ہم ان کو کہتے رہے ہیں کہ اربوں روپے کے پراجیکٹس زلزلے کے نیچے ہمارے علاقوں میں سارے جاری تھے، اب ٹھیکیداروں کی سب Liabilities 19 ارب روپے، یہ جو ہمارے دوست یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، اس بات کو جانتے ہیں، ہم چلاتے رہے کہ آپ فیڈرل گورنمنٹ سے بات کریں، وہ پیسہ جو ڈونرز نے ہمیں دیا تھا، فیڈرل گورنمنٹ نے وہ پیسہ اٹھا کر بے نظیر انکم سپورٹ، اور پروگراموں میں دے دیا ہے، نہ اس بجٹ میں یہاں، نہ فیڈرل حکومت نے ایک روپے، ہمارے چلانے کے باوجود وہ پیسہ نہیں ملا۔ کئی سو سکولوں کی چھتیں نہیں ہیں، باہر بچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح روڈز، اسی طرح جو ہماری پبلک ہیلتھ کی سکیمیں ہیں۔ جناب سپیکر، اربوں روپے وہاں ضائع ہونگے، اس کیلئے کوئی بات نہیں کی انہوں نے، بات کرنا تھی اس بجٹ میں، انہوں نے بات کرنا تھی، اتنی بڑی ضرورت تھی اور وہ Liability آئندہ اس حکومت یا آنے والی حکومت پہ پڑ جائے گی، ہمارے ساتھ سب سے بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر، اس صوبے میں اللہ تعالی نے بڑے وسائل یہاں رکھے ہوئے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ اس کی طرف جا بھی رہے ہیں لیکن کچھ عرصے سے جو واجبات تھے بجلی کے، ان پہ ایک بڑا پیسہ آتا تھا، کچھ 25 یا 30 ارب روپے کے قریب انہوں نے کہا ہے اور ہم نے، ساری اسمبلی نے یہ بات ان کو کہی کہ ٹھیک ہے اگر اس پیسہ سے آپ ہائیڈل پاور پراجیکٹس لگانے میں کام کریں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اس میں بھی انہوں نے کہا ہے کہ ابھی تین سو میگا واٹ بجلی پیدا کریں گے اور وہ بھی اسی اگلے مہینے میں اس کا سنگ بنیاد ہم رکھنے کیلئے جا رہے ہیں۔ یہ تین سالوں میں۔۔۔۔۔

<u>جناب میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات):</u> یہ دو سو ہے۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی:</u> دو سو، دو سو، آپ کی مہربانی۔ میں میاں صاحب! آپ کا مشکور ہوں جو آپ نے کہا ہے۔ تو یہ تین سال پہلے یہاں انہوں نے جو ایک انرجی ڈیپارٹمنٹ بنایا ہے، وہاں دو بابو بٹھائے ہوئے ہیں، خود ڈیزل پہ ان کا جو جنریٹر چلتا ہے، وہاں ایک ڈیپارٹمنٹ ان کو بنانا چاہیئے تھا تین سالوں میں، پیسہ ان کے پاس تھا، وسائل ان کے پاس تھے، یہ تین سالوں میں یہ کام شروع ہی نہیں کروا سکے اور ابھی کہتے ہیں۔ بالکل جب افطاری ہونے والی ہے، جناب سپیکر، اب بالکل کسی ٹائم بھی روزہ کھلنے والا ہے، اس وقت یہ نیت کر رہے ہیں روزہ رکھنے کی، کہاں یہ روزہ ہمارا پورا ہوگا اور کہاں ہم اس کو دیکھیں گے؟ لہذا اگر وسائل نہ ہوتے تو ہم ان پہ Objection نہ کرتے، یہ وسائل ہونے کے باوجود یہ ڈیپارٹمنٹ بری طرح ناکام ہوگیا

ہے اور کہتے ہیں جی، اس کی فزیبلٹی میں بڑا ٹائم لگتا ہے، یہاں فیڈرل گورنمنٹ کو بھیجتے ہیں، وہ بڑا ٹائم لیتی ہے، فلاں فلاں کو ہم بھیج رہے ہیں۔ لہذا ہم ان سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ کو ایسی دلجمعی سے کام کرنا چاہیئے کہ اس کے ذریعے سے اس صوبے کے جو وسائل ہوتے ہیں، اس میں ہم اضافہ کر سکیں جناب سپیکر۔ (تالیاں) جناب سپیکر،۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، باقی باتیں ڈیمانڈ فار گرانٹس میں بتائیں۔

جناب محمد جاوید عباسی: جناب، وہ بھی ہم کر دیں گے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس۔

جناب محمد جاوید عباسی: دو منٹ میں بتاتے ہیں۔ایک منٹ جی، ایک منٹ دیدیں جی۔

جناب سپیکر: آپ نے آدھا گھنٹہ لے لیا ہے، یہ بڑا پرائم ٹائم ہے اور بھائی بہت رہتے ہیں۔ میاں افتخار حسین صاحب۔ جی یہ آپ ڈیمانڈ فار گرانٹس میں آ جائیں نا اور اس کو پینڈنگ رکھیں۔ابھی آپ نے دو دفعہ اور بھی اٹھنا ہے، آپ کو طریقہ آتا ہے، کسی اور بہانے اٹھ جائیں۔ میاں افتخار حسین صاحب۔

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): جناب سپیکر صاحب! ستاسو ڈیرہ مهربانی۔ رښتیا خبره دا ده چې زمونږه مشران پاتې دی، زمونږ پارلیمانی لیډر صاحب هم پاتے دے او همایون صاحب هم پاتے دے۔ اصلی به د بجټ په حواله هغوی خبره ضرور کوی خو دا یو موقع وی چې سړے پرې خپله خبره وکړی او یو څو خبرې داسې دی چې د بجټ په انداز کښې سیاسی خبرې شوې دی نو ما مناسب ګڼل چې ستاسو په اجازت د یو څو خبرو وضاحت اوشی۔ د ټولو نه اول خو دا د خوش قسمتئ خبره ده، میں اگر اردو میں بولوں تو مناسب رہے گا کیونکہ جاوید صاحب کو ذرا سمجھ آئے تو یہ ذرا زیادہ آسانی رہے گی۔ جہاں تک آج ہمیں بجٹ پیش کرنے کا یہ موقع مل رہا ہے، یہ جمہوریت کی فتح ہے ورنہ ہمیں کوئی ایک بجٹ پیش کرنے کی بھی مہلت نہیں دے پا رہے تھے اور کافی پہلے بجٹ پہ ایک ہنگامہ سا برپا تھا کہ شاید ہم ایک سال بھی پورا نہ کر سکیں۔ کافی جتن کے باوجود بھی آج جب جمہوریت کے یہاں پہ پانچ سال پورے ہونے جا رہے ہیں اور ہم آخری بجٹ پانچویں سال کا پیش کر رہے ہیں، یہ سب کیلئے مبارکباد کا موقع ہے اور میں یہی سمجھتا ہوں کہ تمام (تالیاں) چاہے وہ اپوزیشن ہو، چاہے وہ اقتدار کے لوگ ہوں، ہم سب کیلئے یہ مبارکباد کا دن ہے اور میں یہ بھی کہتا چلوں کہ اس دوران بہت ساری باتیں ایسی ہوئیں کہ یوں لگ رہا تھا کہ آج حکومت گئی اور کل حکومت گئی، تو حکومت کی اچھی حکمت عملی کی بنیاد پہ

سازشیں ناکام ہوتی چلی جارہی تھیں اور وہ (تالیاں) بڑی کامیابی سے ہم نے جو پانچ سال پورے کئے اور خوشی کی بات یہ ہے کہ اس دن بھی ہم کہہ رہے تھے، جب زرداری صاحب اور گیلانی صاحب اور پارلیمنٹ کے خلاف بات ہو رہی تھی تو ہم نے یہی کہا تھا کہ جمہوریت کے حوالے سے کسی کی مخالفت نہیں ہونی چاہیئے، اختلاف ضرور ہونا چاہیئے لیکن سسٹم کو Derail نہیں ہونا چاہیئے (تالیاں) اور اسی بنیاد پہ ہم نے اداروں کے احترام کی بات کی۔ آج بھی اس ملک کو ایک مشکل درپیش ہے، ہم سب سے پہلے یہی کہتے ہیں کہ زرداری صاحب اس ملک کے منتخب صدر ہیں، جتنا کچھ ان کے خلاف بولا گیا، یہ جمہوری روایات کے منافی ہے، (تالیاں) اس ملک کے منتخب صدر ہیں (تالیاں) اور ایک منتخب صدر کی حیثیت سے وہ اس ملک کے ایسے عہدے پہ ہیں کہ ہم سب کو، چاہے اپوزیشن میں ہو یا اقتدار میں ہو، اس کا احترام کرنا چاہیئے (تالیاں) اگر کوئی جمہوریت سے محبت کرے، کوئی اس ملک سے محبت کرے تو بجائے اس کے کہ کسی فرد کے بجائے اس عہدے کا اپنا احترام ہے، اس صدارت کی پوسٹ پر بیٹھنا جو ہے، یہ ایک احترام ہے اور وہ منتخب صدر ہیں، لہذا اس دوران، (تالیاں) اس دوران اگر کسی نے کوئی ایسی مخالفت کی ہے تو ان کو پچھتاوا ہونا چاہیئے۔ یہ فخر کی بات نہیں ہے (تالیاں) کہ انہوں نے سازشیں کیں اور پھر ایسی جمہوریت کی پارلیمنٹ، مضبوط ترین پارلیمنٹ جو کہ آج تک ایسی پارلیمنٹ نہیں آئی جو ڈٹ کے حالات کا مقابلہ کرتی رہی اور ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ جمہوری لوگوں کے ساتھ یہ بھی زیب نہیں دیتا کہ وہ غیر پارلیمانی انداز اپنائیں، پارلیمنٹ میں پارلیمانی انداز اپنا کر جمہوریت کے حسن کو بڑھا سکتے ہیں، لہذا آج کل جو پارلیمنٹ میں ہو رہا ہے، ہم اکثر کہتے ہیں کہ یہ جمہوریت کا حسن ہے، جو مثبت اختلاف ہو تو اس کو جمہوریت کا حسن کہا جاتا ہے اور جو منفی روایات ہوں، Activities ہوں، ان کو جمہوریت کی بدصورتی کہی جا سکتی ہے۔ (تالیاں) لہذا ہم یہ کہتے ہیں کہ جو جمہوریت کو بدصورت کرنا چاہتے ہیں، ان کے پاس آج بھی موقع ہے، آج بھی وقت ہے کہ وہ اپنی غلطیوں سے سبق سیکھیں اور اپنی جو یہ جمہوریت کی ڈوبتی کشتی بھی آج کنارے پر لگ رہی ہے، تو ان کو بھی یہ موقع ہے کہ اپنا قبلہ درست کریں اور جمہوریت کا ساتھ دیں اور جو کچھ ان سے کوتاہیاں ہوئی ہیں، اس کا ازالہ کریں۔ (تالیاں) جب وزیراعظم کی بات آتی ہے، ایک پارلیمانی سربراہ کی حیثیت سے، گیلانی صاحب کی، ایک منتخب وزیراعظم، ان کے خلاف کچھ بھی ہو، عدالت کو آزادی ہے۔۔۔۔

جناب محمد جاوید عباسی: وہ منتخب وزیراعظم نہیں ہیں، وہ ایک سزایافتہ وزیراعظم ہیں اور ہم سزایافتہ شخص کو اس کرسی پر منتخب نہیں کہہ سکتے۔

(شور)

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: آپ کی پارٹی نے کب عدلیہ کا احترام کیا ہے؟ آپ کی پارٹی نے تو عدلیہ پہ حملے کئے ہیں، یہ بھی تاریخ کا حصہ ہیں۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں، آپ بیٹھیں، آپ بیٹھیں۔ آپ کو حق نہیں ہے، کسی کی تقریر میں مداخلت، آپ بیٹھ جائیں۔ بس آپ کے نمبر لگ گئے، نمبر بن گئے۔ بیٹھ جائیں۔

وزیر اطلاعات: اس لئے-----

جناب سپیکر: جی میاں صاحب! بولیں۔

وزیر اطلاعات: اس لئے میں اردو میں بول رہا تھا کہ ان کو ذرا سمجھ آئے کہ بولنے کا طریقہ کیا ہوتا ہے؟ اور برداشت کا مادہ کتنا ہوتا ہے؟ (تالیاں) میں پھر سے کہتا ہوں کہ وزیراعظم منتخب وزیراعظم ہیں (تالیاں) اور میں اس وزیراعظم کو، میں اس وزیراعظم کو سلام کرتا ہوں کہ اس نے عدالت کی توہین نہیں کی، عدالت کے سامنے پیش ہوا، (تالیاں) نہ عدالت پر چڑھائی کی، عدالت کے احترام میں پیشی کرتے رہے (تالیاں) تاریخ میں آرہا ہوں، مجھے سنا جائے، اگر اس میں اختلافی بات ہو تو ان کو پھر موقع ملے گا، ان کے اور ساتھی ہیں۔ میں کچھ اور کہنا چاہ رہا ہوں، میں نہ اپوزیشن کی مخالفت نہ حکومت کی حمایت کی بات کر رہا ہوں، میں جمہوریت کے حق میں ایک بات مکمل کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ان کو مکمل بات پسند نہ آئے تو پھر یہ اختلاف کر سکتے ہیں۔ ابھی تو میں نے ایک گرہ بھی نہیں کھولی اور ان کو برا لگا، (تالیاں اور قہقہہ) میں اس لئے بات کرنا چاہ رہا ہوں کہ ہم سب کو ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیئے۔ اگر اپوزیشن کی بات ہے تو میں میاں نواز شریف جو اپوزیشن کی سب سے بڑی پارٹی کے لیڈر ہیں، میں ان کا بھی احترام کرتا ہوں، اگر میں اقتدار کے ایوانوں کا احترام کرتا ہوں تو اپوزیشن بھی اس کا ایک حصہ ہے اور ہم اس لئے چاہتے ہیں اور وہ صرف اپوزیشن کا بڑا لیڈر نہیں بلکہ وہ اقتدار کی پارٹی کا، پاکستان میں دوسری سب سے بڑی پارٹی کے لیڈر ہیں، لہذا میں یہ دل سے کہتا ہوں کہ اگر جمہوریت کے پہیے کو آگے لے کر جانا ہے تو پاکستان پیپلز پارٹی اس ملک کی سب سے بڑی پارٹی ہے، (تالیاں) مسلم لیگ، مسلم لیگ (ن) اس کے بعد بڑی پارٹی ہے، مشت و گریبان ہو کر

دوسروں کو خوش نہیں کرنا چاہیئے، برداشت کا مادہ پیدا کرنا چاہیئے، انتظار کرنا چاہیئے، الیکشن ہوگا جو بھی جیتے گا، ہار پہنائیں گے، (تالیاں) وہ جا کے حکومت کرے لیکن اتنے کٹھن مراحل سے گزر کر آئے ہیں تو آخری سال میں ذرا گزارہ کریں تو لوگ ہمیں یاد کریں گے، نہ کہ لوگ ہمارا مذاق اڑائیں۔ پھر میں ان تمام اداروں کے ساتھ ساتھ آج جو کہ ہماری سپریم کورٹ کے حوالے سے بات ہے، میں آج بھی یہی کہوں گا کہ جب زرداری صاحب اور گیلانی صاحب کے خلاف بات تھی تو ہم نے کہا کہ اداروں کا ٹکراؤ نہیں ہونا چاہیئے، ہم آج بھی اس بات پر قائم ہیں کہ اداروں کا ٹکراؤ نہیں ہونا چاہیئے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج ہمارا پارلیمانی نظام جتنا مضبوط ہے تو لوگوں نے قربانی دیکر، افتخار چودھری کو جو یہاں پہ آج ہمارے چیف جسٹس ہیں، ہم یہی سمجھتے ہیں کہ عوام کے خون سے اس کو یہ طاقت ملی ہے، لہذا ہم عدلیہ کا احترام کرتے ہیں جس طریقے سے ہمارے اکابرین نے احترام کیا، آج بھی صدق دل سے احترام کرتے ہیں اور عدلیہ جو بھی فیصلہ کرے گی، ہمیں وہ قبول ہوگا، چاہے وہ ہمیں پسند ہو نہ ہو لیکن عدلیہ سے اتنا ضرور ہے کہ جو اس کے دامن پہ چھینٹے ہیں جو کہ پرانے زمانے میں وہ مارشل لاؤں کو Endorse کیا کرتی تھی، آج وہ وقت ہے کہ وہ دامن کو صاف رکھے۔ آج وقت ہے کہ وہ ایسے تاریخی فیصلے کرے (تالیاں) لہذا ہم افتخار چودھری صاحب جو کہ عدلیہ کے چیف جسٹس ہیں، ہم اس کے ساتھ ہیں لیکن ان سے ایک گزارش ضرور ہے کہ بہت خون دیکر اس عدلیہ کو آزادی ملی ہے، اس خون کو مدنظر رکھتے ہوئے عوامی فیصلے کئے جائیں، جمہوریت کے حق میں فیصلے کئے جائیں تاکہ یہ ٹکراؤ ختم ہو اور ہم یہی چاہتے ہیں، چاہے فوج ہو وہ بھی ایک مضبوط ادارہ ہے، چاہے ہماری عدلیہ ہو وہ بھی ایک مضبوط ادارہ ہے، چاہے پارلیمنٹ ہو وہ بھی ایک مضبوط ادارہ ہے اور ساتھ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم اپوزیشن کا بھی احترام رکھتے ہیں اور سب سے زیادہ قیمت جو ہے، وہ عوام کی ہے۔ ہم عوامی لوگ ہیں، ہمیں دوبارہ عوام کے پاس جانا ہے، اپنے کردار کی بنیاد پہ، اپنے عمل کی بنیاد پہ، لوگ یہ ضرور جانیں گے اور صرف اپوزیشن اور حکومت کی نہیں، اس میں چھوٹی پارٹیاں بھی شامل ہیں، ہم ان کا بھی احترام کرتے ہیں، انہوں نے بھی اپنا کردار ادا کیا ہے۔ منفی باتیں تو ہر ایک کر سکتا ہے، مثبت باتیں کر کے جمہوریت کو مضبوط کرنا کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ ہمیں موقع ملا ہے کہ ہم سب ایک دوسرے کا احترام کریں۔ اختلاف ایک حد تک ہو، ایک دائرے کے اندر ہو۔ جب ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب ٹھیک ہیں تو حکومت ٹھیک ہے، حکومت ٹھیک ہے تو بجٹ ٹھیک ہے، یہ تو نہیں ہو سکتا کہ سربراہ تو ٹھیک ہے لیکن بجٹ خراب ہے۔ سربراہ نے جو کچھ کیا ہے وہ اس حکومت کا حصہ ہے،

اس نے بڑے انصاف سے تقسیم کیا ہے۔آج اگر وزیر اعلیٰ صاحب سے لوگ خوش ہیں تو ان کو پتہ ہے کہ اپوزیشن میں ہوتے ہوئے بھی اقتدار والوں سے ان کو زیادہ حصہ ملا ہے، اس لئے وہ تعریف کر رہے ہیں۔ لہذا ہم ان کی ان سچی باتوں کا اعتراف بھی کرتے ہیں اور ان کو شاباش بھی دیتے ہیں کہ دبے الفاظ سے انہوں نے اس کی حمایت کی ہے۔ جناب سپیکر صاحب، (تالیاں) یہ چند باتیں جو کہ اس حوالے سے ضرور ہونی چاہئیں کہ اے ڈی پی کے حوالے سے بات کی، بجٹ کی تقسیم کے حوالے سے بات کی۔ ایک تو بجٹ کی تقسیم کی عجیب پوزیشن ہے، سیلری، نان سیلری وہ تو Equal ہے، کسی ضلع کی تنخواہ کوئی کاٹ نہیں سکتا، اس میں تو ہر ایک کو برابر کا حصہ ملتا ہے۔ نان سیلری وہ جو کہ ان کا وہ خرچہ ہوتا ہے جو پیٹرول، مزید جو بھی ہو اپنا خرچ کرتے ہیں، وہ بھی جتنا خرچ کرتے ہیں سب کو برابر کا ملتا ہے۔ جب اے ڈی پی کی بات آ جاتی ہے تو ایک اے ڈی پی جو کہ وہ۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر وزیر اطلاعات کا مائیک بند ہوا)

<u>جناب سپیکر:</u> مائیک آن کریں ذرا۔

<u>وزیر اطلاعات:</u> اے ڈی پی جو کہ ڈسٹرکٹ کی بنیاد پر تقسیم ہوتی ہے، ڈسٹرکٹ کی تقسیم کیلئے ایک Criteria رکھا گیا ہے اور اس Criteria کی بنیاد پہ تقسیم کی جاتی ہے اور اس غربت کی بنیاد پر جو ایک طریقہ کار ہے اس کو مد نظر رکھا جاتا ہے، آبادی کو مد نظر رکھا جاتا ہے، اس بنیاد پہ اس کو تقسیم کیا جاتا ہے اور اس کا سروے ہوتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ خود بخود تقسیم کی جاتی ہے، یعنی جتنے ڈسٹرکٹس کی جس جس طریقے سے ایک تقسیم ہو کہ اس کو کتنا حصہ ملنا چاہیئے تو اس بنیاد پر تقسیم ہوتی ہے۔ رہی Umbrella کی بات، بالکل ہم بھی Umbrella کے حق میں نہیں ہیں لیکن ہر ایک نظام کی اپنی خامیاں اور خوبیاں ہوتی ہیں، ہر ایک طریقہ کار کی ایک خامی اور خوبی ضرور ہوتی ہے، Umbrella کے حوالے سے تحفظات ضرور ہیں، ان کے بھی جائز تحفظات ہونگے، ہمارے بھی اپنے تحفظات ہونگے لیکن اس کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ ہم اپنے Umbrella کے دوران جو اتنی بڑی سکیم ہوتی ہے، پھر اس کا سروے ہوتا ہے، اس پہ کافی وقت لگتا ہے، اس طریقہ کار کو اس لئے اپنایا گیا ہے کہ کم وقت میں زیادہ کام ہو سکے اور کسی بھی ضلع کی اس میں حق تلفی نہیں ہوئی، البتہ لازمی بات ہے کہ ایک سکیم ہو اور کسی ضلع میں بڑی سکیم منظور ہوئی ہو تو اس سے قبل بھی، ہاں مجھے یہ بھی خوشی ہے کہ اس صوبے میں حکومتیں جتنی بنیں اور جتنے وزراء اعلیٰ آئے تو مختلف جگہوں سے آئے لیکن ہزارہ اس حوالے سے بڑا خوش قسمت رہا ہے کہ وزراء اعلیٰ صاحبان وہاں سے

آئے ہیں۔ یہ ضرور کہتے ہیں کہ ہزارہ کے وزراء اعلیٰ صاحبان نے ہزارہ میں جتنا کام کیا ہے، ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے ان سے زیادہ کام کیا ہے اور مزید بھی وہاں پہ ہم زیادہ کام کریں گے، (تالیاں) وہ بھی ریکارڈ پہ لایا جائے اور پھر بتایا جائے، اگر ہم نے نہ کیا ہو تو بالکل ہم جواب دہ ہیں، اگر انہوں نے بھی اپنے ہزارہ میں کیا ہے تو ہمیں خوشی ہے، ہمیں فخر ہے، ان کو کرنا چاہیئے کہ آج وہ یہ فریاد نہ کرتے لیکن ہم بھی ضرور ہزارہ کے ساتھ ساتھ سارے صوبے کا خیال رکھیں گے اور یہ ضرور ان کو یاد دلاتے ہیں کہ اگر پھر بھی کوئی ایسی بات ہے، بجٹ پیش ہوا، ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے ہمیشہ مہربانی کی ہے، اگر کسی بھی ساتھی کو بشمول جاوید عباسی صاحب شکایت ہو تو شکایت دور کرنے کی ضرور ہم کوشش کریں گے اور وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ گر آتا ہے کہ وہ کس طریقے سے ازالہ کرتے ہیں اور لوگوں کو کس طریقے سے خوش رکھتے ہیں؟ تو ان شاء اللہ وہ اس کے بعد۔۔۔۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی:</u> یہ سلیقے کی بات نہیں ہے۔

<u>وزیر اطلاعات:</u> میں تو جس طریقے سے بات کر رہا ہوں، میں اپنی بات کر رہا ہوں، مجھے یہ سلیقہ آتا ہے۔ آپ کو ذرا مجھ سے بڑھ کر سلیقہ آتا ہے، اپنے۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> جاوید صاحب! جاوید صاحب! Disturb نہ کریں، ممبر صاحب جو بھی بول رہا ہو، اس کو کوئی Disturb نہ کرے تاکہ وقت بچ جائے۔

<u>وزیر اطلاعات:</u> دوئ دا خبره کوی، وائی چې بس دے پارلیمانی لیډر صاحب راته وائی، په دې بنیاد کیدې شی چې دوئ لږ ډیر تیارے وکړی، هسې نه چې زه هغه نکتې بیا اووایم نو لږه بده خبره ده خو بهرحال زه اول خو د اپوزیشن په حواله، دلته مونږه د خپل اپوزیشن شکریه ادا کوؤ چې دوئ خپله خپله مدعا بیان کړې ده، دا د دوئ حق دے۔ چې اقتدار د چا سره وی، هغوی زړه غت ساتی۔ که دوئ یو داسې خبره کړې هم وی نو د اپوزیشن د پاره داسې خبره لازم وی چې پبلک هغوی ته غوږ ایښودے وی او هغوی وائی چې اپوزیشن دلته یو داسې خبره وکړی چې حکومت ته د د هغې غلطۍ په ګوته کړی، نو که دوئ دا کړې هم وی نو خپل فرض ئے ادا کړے دے او په ښه نیت باندے ئے کړی دی۔ دلته یو خبره زمونږ د صوبې د نوم په حواله شوې وه د خیبر پختونخوا، دې سره خیبر پختونخوا لګیدل جناب سپیکر صاحب، دې ټول هاؤس ته پته ده او ټول ملک

ته پته ده چې زمونږ مطالبه پختونخوا وه، دې سره خیبر څنګه اولګیدو؟ د دې خپله کمیټی وه، په هغه کمیټئ کښې د ټولو پارټو خلق شامل وو، دې 'ټول' لفظ له زه زور ورکوم چې ټول خلق شامل وو په کمیټو کښې، زه وایم، اتلسم ترمیم چې کیدو، دا ټول شامل وو، دا د اتلسم ترمیم بنیاد وو، په هغې کښې دا ډسکس شوے وو، 'خیبر پختونخوا' لفظ دا د ملګرو په خواهش، هغوی اووئیل چې که تاسو خیبر پختونخوا کیږدئ نو ټول د صوبې خلق به ورسره خوشحاله شی۔ مونږه ورته وئیل چې ټهیک ده، تاسو ورسره ټول خوشحالوئ نو پختونخوا زمونږ د پاره هغه یو داسې ځائے دے چې دا د ټولو د دې خلقو د اوسیدو او ټټوبے دے او بیا مونږ وئیل چې پختونخوا د وی، پختونخوا داسې ده لکه سړے چې ځان له جامې غواړی، پهچان غواړی او خیبر بیا زمونږ پټکے دے، لکه رسولﷺ به وئیل چې زه د علم باغ یم او علیؓ ئے دروازه ده نو دا زمونږ (تالیاں) نو دا زمونږه پختونخوا چې کوم ده، دا زمونږه د دې اوسیدونکو باغ دے او خیبر ئے دروازه ده۔ اوس په خیبر باندې به څوک څنګه خفه کیږی؟ خیبر خو زمونږ تاریخی ځائے دے، هاں که د چا دا وس رسی چې بیا راشی او خیبر ترے کټ کړی او پختونخوا ئے کړی، دا به د هغه وس وی خو زمونږ دومره وس رسیدو او په آئین کښې دا تبدیلی راغله، که د چا یو سترګه ژاړی او بله ئے خاندی د دې صوبې نوم خیبر پختونخوا دے، دا زمونږ اعزاز دے او دا د موجوده حکومت اعزاز دے (تالیاں) چې مونږه د انګریز هغه طوق د غاړې نه اوښکو چې مونږ ته ئے اچولے وو او بیا پختونخوا رښتیا خبره ده د ډیرو حق وو، چې د دې اسمبلئ نه قرارداد متفقه طور پاس شوے وو خو د یو افهام و تفهیم په بنیاد د خیبر پختونخوا راتلل، دې ټولو ته هغه هسترې معلومه ده، زه په هغې کښې نه ځم خو دې سره هزاره لفظ، هزاره زمونږ زړه دے، څنګه چې د هزارې والو هزاره خوښه ده، وائی خپله صوبه جوړوؤ، داسې زما هزاره خوښه ده، زه ئے خپلې صوبې سره ساتم، د هر چا خوښه خپله خپله، (تالیاں) د هر چا د خوښې خپله خپله طریقه ده۔ د دوئ خوښه ده چې خپله صوبه جوړوؤ، *ہزارے والے بھائیوں کی یہ ڈیمانڈ ہے کہ ہزارہ ہمارا اپنا ہے، اپنا صوبہ بناتے ہیں، یہ ان کا جمہوری حق ہے۔ پھر ہزارہ ہمیں پسند ہے،*

ہم کہتے ہیں کہ ہم سے الگ نہ کیا جائے، ہمارے ساتھ رہے تو پیار پیار کی الگ ادائیں ہوتی ہیں، ان کی اپنی ادا ہے اور ہماری اپنی ادا ہے، لہذا مجھے یقین ہے کہ ان کو بھی ہماری ادا پسند آئے گی۔ لہذا کوئی بھی ہزارہ اور ہمارے بیچ میں غلط فہمی پیدا نہیں کر سکتا، تلخیاں پیدا نہیں کر سکتا۔ اپنے مفادات کو پورا کرنے کیلئے اگر کوئی یہ کہے کہ ہم ہزارہ اور حکومت کو لڑائیں گے تو ہم جھک کے ہزارہ کے سامنے جائیں گے اور ہزارہ کے لوگوں کے دلوں کو جیتنے کیلئے جو بھی ہم سے ہو سکے گا، ہم کریں گے، ہزارہ ہمارا ہے اور ہم ہزارہ کے ہیں (تالیاں) لہذا یہ مجھے اندازہ بھی ہے لیکن جتنا وہ بولے، اتنا تو مجھے، میں ایک بات کی طرف ضرور اشارہ کروں گا۔ جب بجلی کی بات آتی ہے تو لازمی طور پر لوڈ شیڈنگ کی بات آتی ہے، کہ ہم ستائے ہوئے ہیں۔ کون کہے گا کہ لوڈ شیڈنگ جائز ہے؟ چاہے ہماری حکومت ہو نہ ہو، جب عوام خوش نہیں ہیں تو ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ ٹھیک ہے؟ لوڈ شیڈنگ ناروا ہے، ہم عوام کے ساتھ ہیں، اگر ہمارے سسٹم میں ہم میں کچھ خرابی ہے، اس کو نکالنا ہوگا، اس خامی کو دور کرنا ہوگا ہر قیمت پہ لیکن یہ عجیب لگتا ہے کہ میں حکومت میں ہوتے ہوئے یہ کہوں کہ لوڈ شیڈنگ تو بہت خراب ہے اور عوام کے ساتھ نکل جاؤں، میری تو ڈیوٹی بنتی ہے کہ لوڈ شیڈنگ کو کس طرح کم کروں، بجلی کو کس طرح زیادہ کروں؟ اگر میں بھی سڑکوں پر چیخوں تو کون کرے گا، یہ ٹھیک کون کرے گا، بجلی پھر کون زیادہ کرے گا؟ (تالیاں) لہذا میں اس لئے یہ کہنا چاہ رہا ہوں، میں اپنے طور پر کہوں گا، ہم پر بھی بڑا پریشر ہوتا ہے، جب ہمارے علاقے میں لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے تو ہمارے عوام وہاں کہتے ہیں کہ بس آپ صرف ہمارا ساتھ دیں پھر خیر ہے۔ صرف ووٹ کی بات نہیں ہے، یہ قوم کے مستقبل کی بات ہے، صرف مجھے سیٹ جیتنی ہے، صرف الیکشن جیتنا ہے؟ مجھے سیٹ، الیکشن کی پرواہ نہیں، مجھے قوم کی پرواہ ہے۔ بجلی کم ہے تو قوم کو نقصان ہے، انرجی کم ہے تو قوم کو تکلیف ہے، اس کو زیادہ کریں گے تو یہ تکلیف دور ہوگی۔ لہذا ہماری حکومت نے اس کی ابتداء کی ہے، تھوڑی ہو یا بہت ہو، لوگ یہ طعنہ دیتے ہیں کہ کم ہے، کسی نے اگر کم کی ہو تو وہ بھی بتا دیں؟ ہم نے کم کی ابتداء تو کی، آغاز تو کیا اور پھر ہم نے اس کیلئے پیسے رکھے، 330 ارب روپے آتے رہیں گے اور اس پہ لگتے رہیں گے۔ یہ بھی شکایت ہوئی یہاں پر سپیچ میں کہ آپ نے کہا تھا کہ اس مد میں جو پیسے آئیں گے، وہ تو اسی پہ لگیں گے تو آپ نے تو نہیں لگائے، اور مدوں میں لگائے؟ جناب سپیکر صاحب، ریکارڈ کو درست کرنے کیلئے کہ جو پیسے ہمارے تھے، آج بھی وہ اسی پاور کیلئے ہیں لیکن جوں جوں منصوبے کا آغاز ہوتا جائے گا تو تب ان کو پیسے ملتے رہیں گے۔ جب منصوبے کا آغاز نہ ہو تو پیسے پڑے رہیں، پیسوں کی قیمت گھٹتی جاتی ہے

جب وہ پڑے رہیں، لہذا ہم نے اجازت لیکر کہ اس کو اور مد میں استعمال کر کے اس کی یہ موجودہ قیمت جو ہے، وہ برقرار رہے اور جب بجلی کے منصوبے کی ضرورت ہو تو اس کے مطابق اس کو پیسے دیئے جائیں۔ میں آج بھی اس سارے ہاؤس کو اعتماد میں لیکر یہ کہتا ہوں کہ جتنے بھی پاور کے منصوبے ہونگے، ان کیلئے پیسے ہیں اور ہم نے یہ تحفظ فراہم کیا ہے کہ حکومت ہو نہ ہو، ان منصوبوں کو پیسے ملتے رہیں گے اور یہ جو 200 کی بات کرتے ہیں، یہ تو موجودہ بجٹ کی بات ہے، ہم نے 2100 میگاواٹ کی تیاری کر رکھی ہے، 2100 میگاواٹ اور اس طریقے سے یہ تمام منصوبے تکمیل کو پہنچیں گے۔ میں تمام صوبوں سے بھی گزارش کروں گا، میں مرکز سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ خیبر پختونخوا کے اس اقدام کی طرز پہ اقدامات شروع کریں۔ یہ وقت ہے کہ ہم انرجی کو بڑھائیں، انرجی کو پیدا کریں اور عوام سے کہیں کہ ہاں جو کوتاہیاں ہوئی ہیں، جو انرجی کے کم ہونے میں ہم سے غلطیاں ہوئی ہیں، ان کا ازالہ کرنے کیلئے ہم منصوبہ بندی کر رہے ہیں تاکہ عوام کو اعتماد ہو اور ہم سب پہ ان کا اعتماد تب ہوگا کہ ہم حقائق کو تسلیم کریں۔ لہذا ہمارے خیبر پختونخوا کی حکومت نے منصوبہ بندی کر رکھی ہے۔ تمام صوبوں سے ایک بار پھر اپیل ہے کہ وہ بھی منصوبہ بندی کریں اور ساتھ میں مرکز سے بھی، رہی بجلی کی بات، آئین بھی کہتا ہے، ہماری ڈیمانڈ بھی ہے کہ جہاں کہیں بھی Natural resources ہوں تو یہ ان کا حق ہے، لہذا آج بھی اتنی بجلی پیدا ہوتی ہے کہ اگر ہمیں دی جائے تو یہاں لوڈ شیڈنگ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ہمیں پاکستان کا غم ہے، پنجاب بھی ہمارا، سندھ بھی ہمارا ہے، بلوچستان بھی ہمارا ہے، اسلام آباد بھی ہمارا ہے، ان کی تکلیف ہماری تکلیف ہے لیکن جب آئین میں ایک تقسیم ہو چکی ہے، آئین جب ایک حق دے چکا ہے تو لہذا خیبر پختونخوا کی ضرورت کو پہلے پورا کیا جائے، اس کو پہلے تسلیم کیا جائے، بعد میں پاکستان کو وہ بقایا بجلی دی جائے تو یہ مناسب رہے گا۔ میں ایک ورکر کی حیثیت سے بھی، اس حکومت کے ایک ادنیٰ اور یہاں پہ اقتدار کا ایک حصہ ہونے کی حیثیت سے بھی یہ باور کرانا چاہتا ہوں اور یہ ان سے مطالبہ بھی کرتا ہوں اور اپنے دل کو بھی ان کے سامنے رکھتا ہوں کہ خیبر پختونخوا کے عوام دہشت گردی کے مارے ہوئے ہیں، یہاں پہ کاروبار بالکل ختم ہو کر رہ گیا ہے، کارخانے ٹھپ ہو کر بند ہو گئے ہیں، ایک وہ بجلی ہے جو کہ ہماری اپنی ہے اور وہ اپنی بجلی کا حصہ ہمیں نہ ملے تو یہ افسوس کی بات ہے۔ لہذا ہماری اپنی حکومت ہے، مرکز میں ہماری اپنی حکومت ہے، انہوں نے بڑے تاریخی فیصلے کئے ہیں، ہم ان کے تاریخی فیصلوں کی تعریف کرتے ہیں، بڑے ڈٹ کے فیصلے کئے۔ ایک فیصلہ جو آئین کر چکا ہے، اس پہ عمل ہونا چاہیئے کہ چاہے تیل ہو، چاہے گیس ہو، چاہے بجلی ہو، جو بھی Natural

resourcesان پہ ان کا حق پہلے ہونا چاہیئے، جہاں سے پیدا ہوتے ہیں، لہذا آئین کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے بجلی خیبر پختونخوا کو پہلے دی جائے، ہماری اس کمی کو پورا کیا جائے، (تالیاں) لوڈ شیڈنگ کو ختم کیا جائے اور ساتھ میں اس پہ آپ سے اجازت چاہوں گا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ۔

وزیر اطلاعات: ایک شعر اور وہ آپ نے کہا تھا، آپ کا حکم۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ہاں ہاں، شعر ضرور سنائیں۔

وزیر اطلاعات: آپ کا حکم بجا نہ لاؤں تو یہ۔۔۔۔۔

جناب محمد جاوید عباسی: ذرا سریلے انداز میں شعر کہیں۔

وزیر اطلاعات: ہاں ہاں، یہ بات ہے، اب تو گلہ بھی بیٹھ گیا، سر کہاں سے لاوں؟ قلب حسن کے گلے میں اب بھی باقی ہے، یہ بڑے سر کی بات کرتا ہے۔ایک تو یہ کہ عباسی صاحب کا حقیقت میں میں دل سے احترام کرتا ہوں یہ تو چڑھ کر بولے تو میں نے کہا چلو میں بھی ذرا چڑھ کے بولوں تو اس پہ میں معذرت چاہوں گا لیکن پیار کے حوالے سے کہ:

ے ساقی آ جام پلا ماہ گلفام کی　　　　ایک اپنے نام کی ایک اللہ کے نام کی

ے پلا ایسی جو جوش وحدت ڈال دے　　　　ایک قطرہ دے مگر قطرے میں دریا ڈال دے

زه جناب سپیکر صاحب، په دې یو ځل تاسو نه اجازت غواړم چې مونږ ټولې ادارے حکومت، اپوزیشن، مونږ ټول د یو بل عزت احترام وکړو، څلور کاله خدائے تیر کړل چې دا پینځه کاله په حیاء او په عزت باندې تیر کړو۔ زه یو شعر د پښتو به وایم، بیا به مې دا زړه ارمان کوی، بیا درنه اجازت غواړم۔۔۔۔

جناب سپیکر: شا به مونځ قضاء کیږی، نماز قضاء ہو رہی ہے، جلدی کریں۔

وزیر اطلاعات: بالکل هم دا ده۔ دا زمونږ دا شعرونه بالکل دې مونځ ته فټ دی، هم هغې سره ئے برابروم۔ جناب سپیکر صاحب، د پښتو په حساب دې خاورې سره لوظ دے او دا زمونږ د دې ټولو لوظ دے چې دهشت گردی، دلته یو تکلیف د دې خلاف جهاد کول، دا زمونږ فریضه ده، امن قائمول زمونږه فریضه ده، بجټ به هله پیش کوؤ چې امن وی او دلته چې دهشتگردی ختمه شی، لهذا انشاء الله مونږه په هغې کښې ډیر کمے راوستے دے که خدائے کړے خیر وی

نور به پکښې کمے راشی که وخت راغلو په کټ موشن کښې نو بیا به جواب ورکړو خو زهٔ دا وایم، وائی:

ے زه یم پښتون زما په سر شمله کړه اوتړئ
زهٔ یم پښتون زما په سر شمله کړه اوتړئ
پس له مرګه چې مې زنه په خاصا اوتړئ
دا مې د پلار نیکه یادګار دے چې ژوندے پاتے شی
ښائې د قبر ته مې توره او نیزه اوتړئ
که په ژوندون مې پورا نه شو دا ارمان دے زما
د انقلاب جهنډا زما په جنازه اوتړئ

(تالیاں)

جناب سپیکر: زبردست۔ نماز کیلئے اور چائے کیلئے وقفہ کیا جاتا ہے لیکن پندرہ منٹ سے زیادہ ٹائم نہ لیں کیونکہ لسٹ ابھی کافی پڑی ہے، بہت مشکور رہونگا لیکن آپ نے جانا بھی نہیں، سب حاضر ہو جائیں۔

(ایوان کی کارروائی نماز عصر اور چائے کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ (قہقہہ) محمد علی خان صاحب، محمد علی خان۔ دا ریکارډنګ کیږی، اوری به د میډیا ټول وروڼه، ناست دی۔

جناب محمد علی خان: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ شکریه جناب سپیکر۔ څنګه چې ما اووئیل چې مونږ تقریرونه کوؤ او همایون خان دوئ هغه واوری خو څه عمل درآمد پرې نه وی خو دومره شی چې زمونږه د زړه بوجه هم کم شی او ضمیر هم مطمئن شی چې یره د علاقې آواز مونږه اورسولو۔ جناب سپیکر، د ټولو نه مخکښې زه دا وایم چې زمونږ صوبه کښې، میاں صاحب خو خبره وکړه وختی، مونږ ته چې کومه پیښه ده، هغه د لوډ شیډنګ ده، ګرانی ده او دومره څه چې کیږی لکه څنګه چې په پنجاب کښې، به نورو صوبو کښې هغې کښې سبسډی ورکوی، پکار ده چې زمونږ صوبه کښې ئے هم ورکړې وے، د حکومت د طرف نه دا قیمتونه چې څه نه څه کم شوی وے، خلقو ته سهولت ملاؤ وے او بجټ ما دومره ډیټیل سره نه دے کتلے، په دې وجه مونږ ته پته ده چې مونږ د پاره پکښې څه شته یا نه۔ مونږ

ته خلق وائی چې دا د چارسدې ضلعې دی، دوئ خو خصوصی دی خو چارسده ضلع هم او بیا خپل تحصیل خصوصاً شبقدر، هغې د پاره په دې بجټ کښې وګورئ، څه شته دے نه، په دې وجه مونږ هغه تیارے نه دے کړے، مونږ وئیل څه به وایو، عام خبرې دی۔ دلته اربونه روپئ دغه د پاره ئے ایښودې دی، پولیس د پاره، تنخواګانو د پاره نو دې ته هم کتل غواړی چې دا دومره سهولتونه ئے ورکړل، نن سبا پولیس له دومره تنخواګانې ورکوی، پولیس له شاید د دوئ دا کارکردګی د هغې مطابق ده که نه ده؟ کم از کم زۀ دا وایم چې نن سبا، څو میاشتو نه خو نه ده، ما اوسه پورې نه دی لیدلی چې چرته بلاسټ شوے دے، که هغه په پیښور کښې دے، که چارسده کښې دے، که شبقدر کښې دے یا داسې کیدے شی نوښار سائډ ته وی چې زمونږ ډی آئی جی هلته تلے وی او هلته ئے وزټ کړے وی، کتلی ئے وی چې نقصان شوے دے۔ زمونږ د ضلعو داسې حال دے چې ټول شبقدر کښې، زۀ خپله د هغې حوالې سره خبره کوم چې کله لږه معمولی هم مسئله راشی د لاء اینډ آرډر، پولیس والا به هلته سئی نه کړې، زمونږ په شبقدر بازار کښې د پولیس موبائل د پولیس د نفرئ مخامخ سړے اوولی، بازار کښې هر وخت زرګونه خلق وی او سړے ترې ووځی، پولیس دغه نه کوی۔ هغه رنګ ئے نه ګشتونه، شوکې شروع شوی دی، غلاګانې شروع شوی دی، اغواء برائے تاوان خو ښه په درز کښې دے، ګاډی تښتول شروع شوی دی او دا بل ماماګان دا خو ده نو چې دیکښې، دې حال کښې چې دا دومره زمونږ په دې پیسې لګی او دوئ ته ورکیږی، پکار ده چې دوئ خپله کارکردګی هم هغه رنګ اوښائی کنه؟ هغه رنګ چې څنګه د صفوت (غیور) صاحب وخت وو، څنګه چې بیا دلته لیاقت وو، اوس خو مونږ په دې دغه شو چې مخکښې به د هغې پسې خبرې کولې، مونږ له هغه ښه ښکاره شو، دلته خو اوس هیڅ هم دغه نشته، نه کتل شته، نه ګرځیدل شته دے، ټول پخپلو دفترو کښې ناست وی، صرف یو د چارسدې ضلعې ایس پی دے، هغوی ګرځی، نور دا نه ده چې ډی آئی جی صاحب او آئی جی صاحب او دا سوچ زمونږ اوس ختم شوے دے نو زۀ دوئ ته ستاسو په وساطت دا وایم چې پولیس ته دومره هغه ورکوئ خو هغه دغه هم وګورئ چې د هغې Return څه دے؟ هغه بالکل حل کیږی نه، د هغې

مطابق نه دے۔ جناب سپیکر، چارسده ضلع نوم خو یادیږی چې چارسده ضلع ده او هلته ډیر کارونه کیږی خو داسې نه ده، ټهیک ده کاغذونو کښې به وی، کاغذونو کښې به وی خو هغه هلته چې کوم بنیادی مسائل دی، هغه هم هغه رنګ دی، مثلاً هلته زمونږ د ډیر وخت نه د دلدار ګړهئ د پل یو مسئله ده۔ سیلاب کله شوے وو، اوسه پورې هم او دې بل کال ته خبره ووتله چې بل کال کښې به Completion کیږی۔ څه موده مخکښې، یو څو میاشتې مخکښې ما د چارسدې د جیل خبره کړې وه، کوئسچن مو د هغې راوړے وو اسمبلئ ته نو دوئ جواب راکړو چې زمونږ په چارسده کښې د جیل څه پروګرام نشته، دا قیدیان بیا پیښور ته یا مردان ته مونږ شفټ کوؤ۔ جناب سپیکر، په هسپتال باندې، د چارسدې هسپتال کښې بلډنګ جوړیږی، ښه لوئے بلډنګ جوړ شو او جوړیږی هم خو هلته چې کوم سهولتونه وی، بنیادی ډاکټران دی او که نور څه دی، هغه نشته، ډیوټۍ ځوک نه کوی، مریضان راځی خوار و زار کیږی او بیا ځی، دوائی پکښې نشته دے نو دا چې دومره بلډنګ جوړیږی او پرون۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> *جناب آنریبل ہیلتھ منسٹر صاحب، ہیلتھ منسٹر صاحب، ہیلتھ منسٹر شاہ صاحب، معزز رکن چارسدہ ہاسپیٹل کی طرف توجہ دلارہے ہیں، ڈسٹرکٹ ہیڈکواٹر ہاسپٹل ہے، اس میں ڈاکٹر ہے ہی نہیں۔*

<u>جناب محمد علی خان:</u> هغه ډاکټران شته جی، ډیوټۍ نه کوی۔ دا بلډنګ جوړوئ پکښې، دغه پریږدئ، سکولونو ته هسپتالونو ته سهولت نه ورکوئ۔ سکولونه، پرون ثاقب خان خبره وکړه، ټهیک خبره ئے وکړه، زما هغوی سره پوره اتفاق دے چې دومره خرچې پری کیږی چې هغه صرف د هغه محکمې کمیشنو د پاره، د دغه سکولونو ضرورت څه دے؟ بس دغه فنډ د راواخلی او دغه سکولونو له د سهولتونه ورکړی۔ ما اوس هائر ایجوکیشن منسټر سره خبره وکړه چې زمونږ شبقدر کښې ډګری کالج دے، هغې کښې هال هم نشته او هال لا خو ته پریږده، زۀ هغه بله ورځ وراغلم، سټوډنټان په زمکه په میټ باندې ناست وو، کرسئ نشته په کالج کښې، ډګری کالج کښې، نو چې دې د پاره به دا نوی جوړیږی نو دغه شته نه، سهولتونه ورکوی، دا شته نه، پکار ده دلته د محکمو، زه خو د چارسدې ضلعې په حواله سره خبره کوم نو هغه دا وایم چې د هغوی کارکردګی سیوا د یو محکمې دوه نه، لکه این ایچ اے والا دغه کول غواړی، بالکل هغوی شو،

ایریگیشن محکمه شوه، هغوی لږ کار کوی او هلته ئے سهولتونه ورکړی دی، نورې محکمې خو برائے نام دی، خپل دغه د پاره دا جوړوی، سهولتونه نه ورکوی۔ په چارسده کښې بشیر خان به لیدلی وی، میاں صاحب به ټول لیدلی وی، د چارسدې چې کوم پولیس هیډ کواټر دے، هلته جی د شپږ اته کالو نه، نهٔه کالو نه تیر ګورنمنټ کښې بلډنګونه جوړ شوی دی، خالی پراته دی، خالی پراته دی، خالی پراته دی او هغه بیا په نړیدلو شو او نوے بلډنګ جوړیږی لګیا دے، دغه خوا سائډ ته نو دا بلډنګ ولې نه استعمالوئ چې په هغې کروړونه روپئ لګیدلې دی؟ هغې کښې صرف شیشې لګول دی یا صرف د بجلئ کار پکښې پاتې دے، هغه نه کوی، هغې له ګوتې نه ووړی او نور لګیا وی په نورو بلډنګونو کروړونه روپئ لګوی-----

جناب سپیکر: لږ ئے Mention کوه چې کوم ډیپارټمنټس دی؟ بلډنګونه، تش نوم مه اخلئ، ډیپارټمنټس بنائی چې دا د کوم ډیپارټمنټس Incomplete پراته دی۔

جناب محمد علی خان: یا ئے پولیس له جوړ کړی دی، هغه جی د ډسټرکټ هیډ کواټر دی، ټولو ډیپارټمنټس د پاره هلته دفترې جوړوی، هغه دفتر ئے شفټ کولو اخوا خو شفټ نه شو، صرف ایجوکیشن لاړو او صرف پولیس لاړو، نور ډیپارټمنټس اخوا نه دی تلی او پبلک هیلتھ تلے دے او نور بلډنګز ئے خالی دی، نور ئے خالی پراته دی او خوا کښې ورسره اوس بیا کار شروع شوے دے۔ جناب سپیکر، دا سې زهٔ د شبقدر په حواله وایم چه وختی ما د ایف ایچ اے تعریف وکړو خو دا ایف ایچ اے والا مونږ سره دغه وکړو خو پته نشته چې ولې ئے رانه زړه خفه شو؟ ناګمان شبقدر روډ باندې د شبقدر ټریفک دے، د مومند ایجنسئ ټریفک دے، د باجوړ ایجنسئ ټریفک دے او د افغانستان پورې ګاډی په هغې چلیږی، هغه ډبل کولو د هغوی پروګرام وو چې دغه راغلو، اوس هغې کښې هغه وتے دے، نشته دے، زه لاړم سی ایم صاحب له چې یره سی ایم صاحب، سیکرټری صاحب له هم لاړم چې دې باندې خو دومره ټریفک دے، تاسو واړه واړه سړکونه ډبل کړل خو دغه سره دا زیاتے ولې کوئ؟ دا دومره رنګ چې دا ناګمان ټو شبقدر، دا ولې تاسو دغه نه ویستو او لرې مو کړو؟ داسے مختلف ځایونو کښې مونږ سره دغه کیږی، که دغه ته وګورئ اینیمل هسبنډری هسپتال

دے، هلته چې ورشئ کهنډرات دی جی، هر څه راپریوتی دی، کواټرې ئے راپریوتی دی، ټولو منسټر صاحب ته هم وئیلی دی، ډیپارټمنټس ته ئے هم وئیلی دی، هیڅ هغه نه دی شوی جی۔ دا څنګه چې ما خبره د هغه وکړه نو مونږ ته جی پرون سید رحیم ایډوکیټ یو خبره کړې وه چې بابک صاحب خپل طرف ته درې سوه که دوه سوه سکولونه یاد کړی دی، چې جوړ کړی دی، ماته خو ئے په دې څلورو پینځو کالو کښې صرف درې پرائمری سکولونه راکړی شوی دی، درې پرائمری سکولونه راکړی شوی دی۔ هغې کښې څه ضرورت شته، بنه ډیر ضرورت دے خو زما خبره هم هغه راځی د ثاقب خان دغه له چې دا پرائمری سکولونه هلته جوړیږی ځائے په ځائے، هغه پرائمری سکولونو کښې، هغه مډل سکولونو کښې، هغه هائی سکولونو کښې هغوی له سهولتونه ورکوی او که نور ځائے کښې چې د بابک صاحب په هغه ځائے کښې دوه سوه یا درې سوه سکولونه جوړیږی نو دا ډیر زیات زیاتے دے چې زمونږ په حلقه کښې درې سکولونه جوړ شی په پینځو کالو کښې، دې باندې زمونږ د طرف نه ئے۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> *دو منٹ کیلئے ممبر صاحب کا مائیک آن کریں۔ بس ختم کریں جی، یہ آپ کا ٹائم ختم ہو رہا ہے، باقی بہت بڑی لسٹ ہے جی۔ وجیہہ الزمان صاحب! آپ* Ready *رہیں۔*

<u>جناب محمد علی خان:</u> جناب سپیکر صاحب، زه خو دا نه وایم خو زه دلته کښې او دا همایون خان ته وایم چې دیکښې د نورو ضلعو حق دے، د چارسدې ضلعې هم حق دے، میاں صاحب خو هغه Criteria پیش کړه چې دا آبادئ کښې څه، نو چارسده ضلع کښې هم څه کمے نه دے، هغې له هم هغه سهولتونه ورکوئ، هغې له هم، شبقدر ته هم خپل حق ورکړئ، مونږه چې څه وئیلی دی، حقیقت دے۔ نور ممبران صاحبان خو داسې وی چې شروع کښې پاځی د بجټ تعریف شروع کړی بیا خپل فریاد شروع کړی، مونږ چې کوم خپل فریاد کوؤ او ستاسو په وساطت او تاسو ته هم وایو چې دیکښې لږ زور ورکوئ۔ ستاسو هم خپله مسئله ده، هغه هم له نه ده شوې۔ زه جی خبر شوے یم چې تاسو اسمبلئ کښې د دې د پاره څه فنډ منډ ایښودے وو، څه دغه مو کړے وو، اے ډی پی کښې دوه کورونه شاملیږی نو زمونږ تاسو ته ډیرې سترګې دی، ستاسو دا حال دے نو مونږ به څه وایو؟ ډیره مهربانی جی۔

جناب سپیکر: جی جناب وجیہہ الزمان صاحب۔

جناب وجیہہ الزمان خان: شکریہ جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اخر کبنې تولو مسئلې ايښودې دی، يو کيفتيريا مونږ غوښتې وه، هغه جوړه نه شوه، چرته دال مال به پکښې پخيدل، ممبرانو او دې سټاف د پاره نو هغه هم۔ جی وجیہہ الزمان صاحب، پلیز۔

جناب وجیہہ الزمان خان: شکریہ، جناب سپیکر۔ میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم ایشو پر مجھے کہنے کا موقع دیا۔ اس سے پہلے کہ میں آگے بڑھوں، میں حکومت وقت کو مبارکباد پیش کرنا چاہونگا کہ انہوں نے بڑی کامیابی سے بڑے خاردار راستے طے کرتے ہوئے اپنا پانچواں بجٹ پیش کرنے میں کامیابی حاصل کی (تالیاں) اور اس کے ساتھ ساتھ میں تمام حکومت کا، بالخصوص آپ کا اور اپنے چھوٹے بھائی امیر حیدر خان ہوتی کا کہ جنہوں نے یہ میری تیسری ٹرم ہے کہ جنہوں نے پہلی دفعہ یہ محسوس نہیں ہونے دیا ہے کہ اپوزیشن کے ممبرز اپوزیشن کے ممبرز ہیں، ایسا لگتا ہے کہ جیسے تمام ہی حکومت کے ممبرز ہیں تو میں ان کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔۔۔۔۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: اچھی بات کو Appreciate کیا کریں۔

جناب وجیہہ الزمان خان: باقی جہاں تک بجٹ کی بات ہے تو بجٹ تو بڑا اچھا بجٹ تھا لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پانچ اضلاع کا بجٹ نظر آتا ہے، اس میں باقی ہم لوگ تو شاید پیچھے رہ گئے ہیں۔ بہر حال سی ایم صاحب سے میں گزارش کرونگا، (تالیاں) سی ایم صاحب کا میں مشکور بھی ہوں کیونکہ پہلے چار سال انہوں نے ہماری بڑی سرپرستی کی اور ہمارے بڑے معاملات طے کئے جو کچھ کر سکتے تھے، انہوں نے اپنی طرف سے پورا حق ادا کیا۔ اب بھی میں ان سے گزارش کرونگا کہ Over and above یہ بجٹ بھی اسی طرح جسطرح پہلے چار سال ہمارے ساتھ گزارا کرتے رہے ہیں تو یہ باقیماندہ ٹائم میں بھی گزارا کر لیں۔ جناب سپیکر، کل نصیر محمد خان صاحب نے ایک بڑی اچھی بات کی، بڑے دکھ کے ساتھ یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ ہم اللہ کو بھول چکے ہیں اور ہم دنیا کو اپنا خدا، دنیا اور مال و دولت کو اپنا خدا مان بیٹھے ہیں جبکہ مال و دولت تو میں سمجھتا ہوں شیطان کی چمک دمک ہے اور اللہ وہ ذات ہے کہ جس نے ہمیں پیدا کیا، جس نے ہمیں عزت دی، جس نے ہمیں رزق دیا، جس نے ہمیں نعمتیں، رحمتیں دنیا کی ہر چیز اور جو کچھ

ہم نے توقع کی، اللہ نے ہمیں وہ دی۔ اشرف المخلوقات بنایا، یہ اللہ کی سب سے بڑی مہربانی، اور ہم بھول چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ لوگ کہتے ہیں کہ جی برے کام مت کرو، عذاب آ جائے گا تو آج کل کی بے روزگاری جب دیکھتے ہیں، لاء اینڈ آرڈر سیچویشن دیکھتے ہیں، جب دیکھتے ہیں کہ مرنے والے بچے کو پتہ نہیں کہ مجھے کیوں مارا گیا اور مارنے والے کو پتہ نہیں کہ کس لئے مجھ سے یہ بندہ مروایا گیا؟ اور یہ سارے حالات، تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ اللہ کا عذاب نہیں ہے تو کیا ہے؟ ہمیں اس سے سبق سیکھنا چاہیے اور ہمیں یہ سوچنا چاہیئے کہ یہ زندگی، ہمارے بڑے یہاں پر آئے اور اسی طرح ایوانوں میں بیٹھ کر چلے گئے، ہم نے بھی یہاں سے چلے جانا ہے تو ہم آنے والی نسلوں کیلئے کچھ ایسا کر کے جائیں کہ کم از کم ہم برے الفاظ میں یاد نہ کئے جائیں۔ تو ان حالات میں میں گزارش کرونگا کہ حضرت علیؓ کا ایک قول یہاں پر بتانا ضروری سمجھونگا کہ وہ ایک دفعہ رات کو کہیں گشت کر رہے تھے تو ایک گھر سے ایک بچے کے رونے کی آواز آئی تو انہوں نے غلام کو بھیجا کہ جا کر معلوم کرو کہ یہ آواز کیوں آ رہی ہے؟ تو غلام نے آ کر بتایا کہ جی بچے کے پاس دودھ نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ رو رہا ہے اور اس کے والدین کی استطاعت نہیں ہے کہ وہ اس کو دودھ پلا سکیں تو حضرت علیؓ نے حکم فرمایا، وہ خلیفہ وقت تھے کہ صبح سے جو نومولود بچہ پیدا ہو اس کیلئے دودھ کا وظیفہ مقرر کیا جائے۔ تو ہماری ایسی مثالیں قائم ہیں جو ہمارے مذہب سے Related ہیں، جو ہماری تاریخ سے Related ہیں تو ہم کیوں بھٹک رہے ہیں، ہم اس پٹڑی سے کیوں اتر رہے ہیں؟ جناب سپیکر، رات کے بارہ بجے ایک بجے جب بجلی جاتی ہے تو ہماری مائیں بہنیں بلبلا کے اٹھ جاتی ہیں، ہمارے بچے رات کو اٹھ جاتے ہیں، جنہوں نے صبح سکول جانا ہوتا ہے، وہ جا کر پڑھ نہیں سکتے۔ ماؤں نے اگلے دن گھریلو کام سنبھالنے ہوتے ہیں، وہ کر نہیں سکتیں اور بجلی کے حالات سے ہماری انڈسٹریز جو ہیں، جناب سپیکر، ستر فیصد میں آپ کو بتاتا چلوں، دکھ کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ بند ہو چکی ہیں اور ملائشیاء اور بنگلہ دیش میں جا کر لوگ وہاں پر اپنی انڈسٹریز Establish کر رہے ہیں اور ہمیں اللہ نے اتنا کچھ دیا اور اس کے باوجود ہم میں یہ استطاعت پیدا نہ ہو سکی کہ ہم یہ کنڈا کلچر ختم کر سکیں اور ہم بجلی چوری ختم کر سکیں اور دکھ کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب بھی Defaulters سامنے آتے ہیں تو اس میں زیادہ گورنمنٹ کے ادارے سامنے آتے ہیں جو بجلی بل نہیں دیتے جو اربوں میں جاتا ہے اور جو Electricity producing companies ہیں، جب ان کے آپ Circular debt کو روکتے ہیں، اگر آپ ایک مہینہ بھی روکیں تو اس کی جو اماؤنٹ ہے، وہ اربوں میں جاتی ہے تو کوئی کمپنی متحمل نہیں ہے کہ اس کے جو بلز ہیں، اس کے جو Dues ہیں، ان کو

Delay کیا جائے تو مہربانی فرما کر اس چیز کو دیکھا جائے کہ جو چیز استعمال کرتے ہیں، کم از کم اس کا جو معاوضہ ہے، وہ ہم وقت پر پیش کریں تاکہ دوسرے لوگوں کیلئے مشکلات نہ بنیں اور آج کنڈا کلچر، جو کنڈا ڈالتے ہیں وہ تو نہ پہلے بل دیتے تھے اور جو شریف آدمی National interest رکھتا ہے، وہ بل دینا چاہتا ہے، وہ سارا بل کا، اس کا جو غبار ہے، اس کے اوپر آ پڑتا ہے اور جو دینا چاہتا ہے، وہ بھی پھر آخر میں مجبور ہوتا ہے کہ یار چلو میں بھی لائن مین کو کچھ دیدونگا اور میں اپنا میٹر آگے پیچھے کروالوں، تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت لوگوں کو ایمان سے ہٹانے کی ایک کوشش میں لگی ہوئی ہے، لوگوں کو Pursuit کروار ہی ہے کہ کرپشن ہو، تو میں چاہونگا کہ یہ نازک پہلو جو ہے، اس کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہیئے۔ جناب سپیکر، بجلی کے حالات تو پہلے بھی میں نے اس ایوان میں ذکر کیا تھا کہ بڑے دکھ کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ٹرائبل ایریاز میں میں نے معلومات کہیں سے کی تھیں کہ سترہ سٹیل ملز وہاں پر چل رہی ہیں جو بجلی کا بل نہیں دیتیں تو چند لوگوں کے مفادات کیلئے پوری قوم کا جوس کیوں نکالا جارہا ہے؟ یہ قوم ہمیں ووٹ دیکر یہاں بھیجتی ہے اور خدا کے نزدیک جب ہم یہاں پر آتے ہیں تو ہمارے اوپر ایک ذمہ داری ہوتی ہے کہ کل کو جاکر ہم نے عوام کو بھی جواب دیناہے اور سب سے بڑھ کر ہم نے اللہ کو جواب دیناہے، جس رب نے ہمیں اس ایوان تک پہنچایا تو اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ اب وہ وقت آگیاہے کہ گاڑی پر اگر ہم ایم پی اے کی پلیٹ لگائیں تو وہ بھی شرم آتی ہے کہ کوئی گاڑی نہ لے لے تو اس سے بڑی بدقسمتی ہماری اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ جناب سپیکر! پے اینڈ پنشن کا ذکر آیا بجٹ میں تو میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ تھوڑا سا میں یہاں سی اینڈ ڈبلیو کے حوالے سے، سارے محکموں میں یہ چل رہاہے لیکن میں ایک مثال دوں کہ پہلے ہم سنتے تھے کہ جی 12 پرسنٹ کمیشن ہے، پھر ہم سنتے تھے کہ 27 پرسنٹ کمیشن ہے، پھر ہم سنتے تھے کہ 32 پرسنٹ ہے، بڑے ہی دکھ کیساتھ کہنا پڑتاہے جناب سپیکر، کہ 40 فیصد تک یہ کمیشن والا معاملہ چل پڑاہے اور میں نے یہ Last time اپنی بجٹ سپیچ میں یہ گزارش کی تھی کہ اگر آپ اس کو نظر انداز نہیں کر سکتے، اگر یہ کرپشن کا بھوت اتنا مضبوط اور اتنا طاقتور ہے کہ آپ اس کو کنٹرول نہیں کر سکتے تو کم از کم ایک کروڑ کی سکیم پر Estimate آپ ایک کروڑ 40 لاکھ کا بنائیں تاکہ وہ 40 لاکھ اس کی نذر ہو جائے اور جو کوالٹی آپ دے رہے ہیں، اس پہ Compromise نہ ہو کیونکہ یہ سارا Arrears programme ہے، سارا قرضوں کا پروگرام ہے، ہم اپنی آنے والی نسلوں کو قرض در قرض دیتے جارہے ہیں، ان پر چڑھاتے جارہے لیکن کم از کم جو چیز بنائیں، وہ تو آنے والی نسلوں کیلئے رہ جائیں تو کوالٹی میں کم از کم Compromise نہ ہو اور

اس معیار کیلئے خاص توجہ دی جائے کہ جو پیسہ لگ رہا ہے، وہ صحیح جگہ پر لگے۔ آج کل سڑکیں بنتی ہیں، دو بارشوں کے بعد وہ ختم ہو جاتی ہیں۔ بلڈنگز بنتی ہیں، زلزلے میں ہماری بیشتر بلڈنگز جو گریں تو اس کا میٹریل خراب ہونے کی وجہ سے اور اس کے نقشے ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے گریں، تو یہ کس کے ذمے ہے، یہ بھی حکومت کے اوپر آتا ہے تو بات پھر وہی آ جاتی ہے کہ ہم نے جس ذات کو جواب دینا ہے کہ ہم اس کیلئے کیا کر رہے ہیں؟ آج اسی طرح سی اینڈ ڈبلیو میں ہم منسٹر صاحبان کی، چیف منسٹر صاحب کی منتیں کرتے ہیں، وہ بھی بیچارے اپنی Constituencies کے باوجود ہمیں فنڈ دیتے ہیں اور وہ فنڈ ہم عوام تک پہنچانے سے پھر بھی قاصر رہتے ہیں کیونکہ وہ تو محکمے کی اور ٹھیکیداروں کی نذر ہو جاتا ہے۔ آج کل ٹھیکیداروں کی کنٹریکٹر یونینز بنی ہوئی ہیں، جہاں پر ایم پی اے کا اختیار ہی نہیں کہ وہ کہہ سکے کہ بھائی یہ کام ٹھیک ہو رہا ہے، کیوں نہیں ہو رہا، کس کو شکایت کریں؟ وہ ساری ملی بھگت ہے۔ ایکسین جو ہے، وہ بھی مفلوج بیٹھا ہوا ہے، وہ کچھ کر نہیں سکتا، اتنے وہ مظبوط ہو چکے ہیں۔ جناب سپیکر، اس پہ بھی حکومت کو توجہ دینی چاہیئے کہ تھوڑا سا اس میں چیک اینڈ بیلنس ہو تاکہ جس کام کیلئے ہم یہاں سے فنڈز لیکر جاتے ہیں، ہم Ensure کر سکیں کہ وہ فنڈز جگہ پر پہنچ جاتے ہیں اور یہ ہمیشہ سے ہماری بد قسمتی رہی ہے کہ ٹیکس ہمیشہ وہ آدمی دیتا ہے جو پہلے ہی سے پسا ہوا ہے اور جو لوگ دولت کی فراوانی میں بیٹھے ہوئے ہیں، وہ ٹیکس چراتے ہیں، نہیں دیتے تو اگر ہم سب اپنی ایک ذمہ داری سمجھ کر، اس احساس کو سمجھتے ہوئے ٹیکسز کو صحیح طور پر دینا شروع کریں گے، ٹیکس کس کے کام آئے گا، ہمارے ہی لوگوں کے کام آئے گا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی اگر یہ سوچے کہ وہ بہت دولتمند ہے، بہت مالدار ہے تو دنیا میں عیاشی کرے، تو میں بتا دینا چاہونگا کہ اللہ کسی کو اگر دولت دیتا ہے تو اس کے ساتھ ذمہ داری بھی ڈالتا ہے، ان لوگوں کی ذمہ داری جن کو اللہ دولت نہیں دیتا۔ اگر آپ ان لوگوں کی Look after نہیں کرتے تو کل اس دولت کا آپ سے سوال پوچھا جائے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کیلئے ہمیں ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ جناب سپیکر، غریب تو غریب ہے، وہ تو اس دنیا میں بھی پس رہا ہے لیکن آگے جا کر میں سمجھتا ہوں کہ وہ شاید نہ پسے کیونکہ اللہ نے جن کو آسائشیں دنیا میں دی ہیں، ان کو جتنی آسائشیں دی ہیں، اتنا حساب ہوگا۔ جس طرح کہ Exam کے پیپر میں آپ جائیں تو مشکل پیپر ہوتا ہے، اس کی جو چیکنگ ہوتی ہے، وہ Lenient ہوتی ہے اور اگر پرچہ آسان ہو تو اس کی چیکنگ بہت Strict ہوتی ہے۔ تو اللہ بھی کسی سے ناانصافی نہیں کرتا تو ہمیں اپنی آخرت سے ڈرنا چاہیئے کیونکہ دنیا عارضی ہے اور اصلی حقیقی مقام جو ہے، وہ آگے ہے۔ تنخواہوں کے حوالے سے میں

بات کر رہا تھا کہ مہنگائی 100 فیصد بڑھتی ہے، تنخواہ ہم 20 فیصد بڑھاتے ہیں۔ تو میں یہ گزارش کرونگا، یہ ڈیویلپمنٹ کے پروگرامز جو ہمارے ہیں، جن میں 40 فیصد پیسے نکل جاتے ہیں اور یہ جہاں پر لگتے ہیں تو یہ سب آگے پیچھے ہو جاتے ہیں اور موقع پر کچھ نہیں لگتا۔ مہربانی فرماکر ہم کچھ دن روزہ رکھ لیتے ہیں، تمام ڈیویلپمنٹ فنڈز جو ہیں، اس Circular debt کو دیں تاکہ ہمارے کارخانے چلیں، تاکہ ہماری بجلی ہو اور وہ جو لاکھوں لوگ بے روزگار ہو گئے ہیں، ہمارے کارخانوں میں جو حق حلال کی روزی کمانا چاہتے تھے، ان کو دوبارہ حق حلال کی روزی کمانے کے مواقع فراہم کئے جائیں۔ جناب سپیکر، یہ جو BISP کے پروگرام میں، آپ شاید مجھ سے اتفاق نہ کریں لیکن میں تو دل کی بات کہونگا، میں کسی کی مخالفت نہیں کرنا چاہتا، میں حقائق کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ 74 ارب روپے اس کیلئے رکھے گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ جو بے روزگار ہو رہے ہیں، جو فیکٹریاں Circular debt کی وجہ سے نہیں چل پا رہیں، ان کو آپ حلال کے حق سے محروم کر کے، وہ لوگ جو کچھ سوسائٹی کیلئے Deliver نہیں کر رہے ہیں، ان کو گھر بیٹھے آپ پیسے دے رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ گداگری میں اضافہ ہو رہا ہے، یہ قوم کیلئے کوئی اچھا فیصلہ نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن کا مائیک بند ہوا)

<u>جناب وجیہہ الزمان خان</u>: جناب سپیکر، یہ شاید مائیک بند ہو گیا ہے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: ذرا مائیک آن کریں لیکن دو منٹ سے زیادہ نہیں، بس جی۔

<u>جناب وجیہہ الزمان خان</u>: سر، آدھا آدھا گھنٹہ، میں تو سال میں صرف ایک دفعہ بولتا ہوں، سر، میرے ساتھ گزارہ کریں تھوڑا سا۔ (قہقہے) سر، کہا کہ مسلمان کبھی کفار کے ہاتھوں مغلوب نہیں ہو گا تو عالم نے جواب دیا کہ بالکل ٹھیک کہا ہے کہ مسلمان مغلوب نہیں ہو گا لیکن ہم میں تو رتی بھر اسلام نظر نہیں آتا تو اللہ کا عذاب ہم پہ کیسے نازل نہیں ہو گا؟ جناب سپیکر، یہ ساری باتیں، مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ اب میں تھوڑا سا ایجوکیشن کی طرف آتا ہوں۔ جناب سپیکر، ہمارے بے شمار سکولز بن رہے ہیں، دن رات لیکن بڑے دکھ کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جو Existing schools ہیں، ان میں بے شمار سکولز، خاص کر جو گرلز سکولز ہیں، وہ بند پڑے ہوئے ہیں۔ پانچواں سال ہو گیا ہے، میں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی انکوائری Mark کرائی، ڈیپارٹمنٹ میں بھیجی گئی ہے کہ سکولز بند کیوں ہیں؟ ان کو چلایا جائے اور دکھ کی بات یہ ہے کہ وہاں پر استاد تنخواہیں لے رہے ہیں، جو چھ چھ سال سے سکولز بھی نہیں جا رہے، ہم نے

Complaints کی ہیں کہ آخر کوئی ڈیوٹی نہیں کرتا،اس کی تنخواہ بند ہونی چاہیئے تو وہ سکولز چل نہیں رہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ہمیں اپنی پالیسیز جو ہیں، ہمارے منسٹر بڑے نوجوان ہونہار منسٹر ہیں، وہ کافی کوشش بھی کر رہے ہیں لیکن یہ پالیسی جو Fruits bear نہیں کر رہی تو ہمیں اپنی پالیسز کو Revisit کرنا چاہیئے کہ کہاں پہ ہمیں Flaw آ رہا ہے؟ پرائیویٹ سکولز کو دیکھیئے، تین سو روپے سے لیکر 12 سو روپے تک اچھی تعلیم ہم فراہم کر دیتے ہیں۔ ہمارے بچے کے 15 سو سے تین ہزار کے اخراجات آ رہے ہیں تو ہمارے بچے تعلیم سے کیوں محروم ہیں؟ تو اس پہ ہمیں سوچنا چاہیئے جناب سپیکر۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ پیچھے زلزلہ آیا جس طرح کہ میں نے ابھی بات کی، اس میں بے شمار سکولز ہمارے گر گئے اور اس سے بڑے دکھ کی بات یہ ہے کہ جو سکولز گرانے کے قابل نہیں تھے، ان کو بھی محکمے نے دو تین لاکھ روپے کے عوض Demolish کر دیا اور آج میرے حلقے میں کم از کم 27 سکولز ایسے ہیں جناب سپیکر، جہاں بچے کھلے آسمان تلے بیٹھے ہوئے ہیں، ٹیچرز ہیں، بلڈنگز موجود نہیں ہیں، وہ ایرا پیرا ختم ہو گیا، اس میں بڑے بڑے ائیر کنڈیشنز، بڑے بڑے آفسرز، بڑی بڑی گاڑیاں، بڑے بڑے معاملات اور وہ گاڑیاں جن کو پہاڑوں پر پھرنا چاہیئے تھا، وہ شہروں کی زینت بنی رہیں اور وہاں پر کوئی Deliver نہ ہو سکا۔ ساری دنیا نے ہمارے ساتھ تعاون کیا، ہمیں فنڈز بھیجے لیکن دکھ یہ ہے کہ ہمارے اپنے جو تھے، وہ سپیکر صاحب۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> چلیں شکریہ جی، تھینک یو۔

<u>جناب وجیہہ الزمان خان:</u> جناب سپیکر! ایک ضروری بات۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> آپ سے ایک گزارش ہے کہ جو 17 سٹیل ملز فاٹا میں لگی ہیں، آپ نے فلور پہ ایک بات کہی ہے تو اگر آپ Share کریں اور وہ لسٹ Provide کریں، جو بل نہیں دیتے اور سٹیل ملز چلا رہے ہیں بغیر بل کے، تو یہ ہاؤس میں، ضرور آپ اس سیکرٹریٹ میں جمع کر لیں۔ دوسرا جو سکولوں میں تنخواہ لوگ لے رہے ہیں اور استاد ادھر حاضر نہیں ہوتا، منسٹر صاحب تو نہیں ہیں لیکن مختیار علی خان صاحب، سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین ہیں، یہ آپ خصوصی طور پر اس کا نوٹس لے لیں کہ بغیر ڈیوٹی کے کیسے تنخواہیں وہ لے رہے ہیں؟ تھینک یو۔ جی سکندر عرفان صاحب۔

<u>جناب وجیہہ الزمان خان:</u> جی میں آخری۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> بس جی اوروں کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔

<u>جناب وجیہہ الزمان خان:</u> ایک بہت ضروری بات۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، بہت بڑی لسٹ ہے، یہ بارہ بجے تک ختم نہیں ہو گی۔

جناب سکندر عرفان: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔

جناب وجیہہ الزمان خان: جناب سپیکر! ایک خصوصی بات رہ گئی ہے، ہمایون صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ اس طرح کریں نا، آپ ڈیمانڈز فار گرانٹ میں، ڈیمانڈز فار گرانٹ میں آپ پھر اس پہ بولیں گے، ذرا اچھی تیاری کے ساتھ آ جائیں۔ جی سکندر عرفان صاحب۔

جناب سکندر عرفان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ ۔۔۔۔

جناب وجیہہ الزمان خان: میں ایک دو منٹ میں اپنی بات۔۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی نہیں، ابھی بس فلور اس کو دے چکا ہوں، فلور ان کو دے چکا۔ بس ایک دفعہ بات ختم ہو جاتی ہے تو پھر آپ سپیکر پر اعتماد نہیں کرتے۔

جناب وجیہہ الزمان خان: اعتماد کرتے ہیں جی لیکن۔۔۔۔

جناب سپیکر: جب میں ایک بات کہہ دیتا ہوں تو وہ پھر ماننا پڑے گی جی۔

جناب سکندر عرفان: د ټولو نه وړومبئ خو زه همایون خان وزیر خزانه له مبارکی ورکوم چې کوم موجوده حالات دی او کوم معاشی مسائل دی، په هغې کښې ئے چې کوم یو بیلنس بجټ پیش کړے دے، زه ورله مبارکی ورکوم۔ جناب سپیکر صاحب، زه صرف بس یو پوائنټ دے، په هغې خبرې کوم۔ حکومت یو ډیر زبردست کار وکړو چه د آئل اینډ ګیس چې کومه رائلټی وه، هغه ئے 100% سیوا کړه، دا یو ډیر زبردست کار اوشو او دې سره چې کوم سدرن ډسټرکټس دی، هغه به ډیر زیات Develop شی۔ دا د دې حکومت یو ډیر ښه دغه دے خو جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب باندې خبره ښه ولګیده۔

جناب سکندر عرفان: جناب سپیکر صاحب، خو د دې نه علاوه چې کوم د نیټ هائیډل پرافټ خبره ده، چې په کومو علاقو کښې ډیمونه جوړ شوی دی، هغه خلقو قربانئ ورکړې دی، تر اوسه پورې هغوی ته مشکلات دی نو مونږه دا وایو چې څنګه د آئل اینډ ګیس رائلټی 100% سیوا شوې ده نو مونږ دا وایو چې یره

حکومت ته دا دغه کوؤ ستاسو په وساطت چې دا کوم نیټ هائیډل پرافټ دے ، هغه د هم دغه شان 100% زیات کړے شی، ولې چې کوم ایریاز کښې ډیمونه جوړ شوی دی که هغه ورسک دے که تربیله ده یا اوس نور جوړیږی، هغه ټولو خلقو قربانئ ورکړې دی نو مونږه دا مطالبه کوؤ چې دا کوم نیټ هائیډل پرافټ دے ، دا د 100% سیوا شی۔ ډیره مهربانی۔

جناب سپیکر: د همایون خان په غوږ باندې دا خبره نه لګی۔ هں جی۔

ایک آواز: په تاسو ښه لګی۔

جناب سپیکر: نه، زما په غوږ دومره ښه نه لګی خو دا د تربیلې والا زیات Affect شوی دی، ډیر غټ جائیدادونونه پکښې خلاص شو، دا خبره ئے ټهیک وکړه۔ مفتی جانان صاحب پلیز، که وخت لږ لږ واخلئ نو زما په خیال باندې ټولو ته به موقع ملاؤ شی۔

مفتی سید جانان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ ان شاء الله لږ غوندې وخت به اخلو، تاسو به نه ستړې کوؤ۔۔۔۔

جناب سپیکر: د سکندر عرفان په شان۔ زه نه ستړې کیږم خو د نورو ورڼو وخت ضائع کیږی۔

مفتی سید جانان: بسم الله الرحمن الرحیم۔ قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم الا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته او کما قال علیہ الصلواۃ والسلام۔ جناب سپیکر صاحب، کله چې هم ممبران رااوچتیږی، تاسو وایئ چې وخت کم دے او تقریباً تقریباً نن اجلاس درې پاوه وروستو شروع شوے دے ، مونږ په پینځه بجې راغلی یو، دلته کښې ناست یو، هم دې د پاره ناست یو چې د ممبرانو د امیدونو دا اخری وخت وی او مطلب دا دے دا د ګټې کولو وخت وی چې ممبر د خپلو حلقو مسائل بیان کړی۔ جناب سپیکر صاحب، بجټ تقریر کښې د محصولاتو ځلور قسمونه مونږ ته منسټر صاحب بیان کړی دی۔ مرکزی ټیکسونو نه مونږ ته 183 ارب روپئ ملاؤ شوې دی۔ د دهشت ګردئ خلاف مونږ ته 22 ارب 7 کروړ روپئ ملاؤ شوې دی او جنوبی اضلاع کښې تیل او ګیس سره ئے دیکښې 22 ارب 15 کروړ 75 هزار روپئ، د بجلئ خالص منافع کښې چھ ارب روپئ مونږ ته ملاؤ شوې دی۔ جناب

سپیکر، اول خو د بجلئ په مد کښې دلته کښې دغه اسمبلئ کښې میاں صاحب ډیر مخکښې یوه خبره کړې وه چې د دغه صوبې خاوره کښې او د دغه صوبې په اوسیدونکو خلقو کښې غیرت دے ځکه د دغه صوبې اوبه بجلی پیدا کوی، که دا اوبه لاندې لاړې شی بیا د دې نه بجلی نه پیدا کیږی خو زما د معلوماتو مطابق دلته دوئ 6 فیصد لیکلی دی، مونږه ته دو ارب روپئ ملاؤ دی او نورې به اوس مونږه ته ملاویږی۔ جناب سپیکر صاحب، دا چه ارب خالص منافع د بجلئ چې کوم مونږه ته ملاویږی، دا د دغه صوبې د غریبو، د مالدارو، د هر یو سړی مسئله ده، دا که چه ارب روپئ وی، په دوه روپئ یونټ وی، هم ماته چه ارب روپئ ملاویږی او که په لس روپئ باندې یونټ وی، هم ماته به چه ارب روپئ ملاویږی۔ دا که بجلی ګرانیږی، دا د بجلئ د ګرانیدو سره پکار ده چې زمونږ خالص منافع زیاتیږی، *(تالیاں)* که بجلی په څلور روپئ باندې یونټ وی، ماته چه ارب ملاویږی نو چې په اته روپئ باندې کیږی نو دا پکار ده چې ماته 12 ارب روپئ ملاؤ شی۔ دویمه خبره که تاسو وګورئ، دویم نمبر کښې مونږه ته د ټولو نه زیاتې پیسې ملاؤ شوې دی، 22 ارب، هغه جی د دهشتګردئ روپئ دی خو د دهشتګردئ روپئ جی، زه دا ډیر افسوس سره وایم، دلته ډیرو ملګرو دا خبره وکړه چې کله د وسائلو په تقسیم کښې انصاف نه وی، کله وسائل په صحیح طریقه باندې نه تقسیمیږی، بیا په هغه علاقو کښې بد امنی جوړیږی، بیا هلته کښې محرومئ پهیلاویږی، بیا هلته خلق د ملک نه بغاوت کوی۔ جناب سپیکر صاحب، د دهشتګردئ نه د دغه ټولې صوبې خلق متاثره دی خو څو اضلاع داسې دی چې هغه د دهشتګردئ د وجې نه بالکل د هغوی هر څه ختم شوی دی خو زه ډیر افسوس سره دا وایم چې اے ډی پی نمبر 14 کښې جی ټوټل 100 سکولونه، پرائمری سکولونه ایښودی شوی دی او د دغه پرائمری سکولونو د پاره 40 کروړ روپئ ایښودې دی او په دې 40 کروړ کښې به جی 10 کروړ روپئ اول تقسیمیږی، چې په فی سکول باندې ئے تقسیم کړئ جی 10 لاکه روپئ ئے رسی او 10 لاکه روپئ سره خو جی، لکه دا زما ملګری خبره وکړه، ټول صورتحال معلوم دے، ایکسیئن ته چې ور شې هغه وائی چې دې سیټ ته زه په څه شی باندې راغلے یم، هغه بله ورځ زما یو ملګرے دے، د اوبو یو سکیم ئے

اخستے دے ، هغه ماته اووئیل چې مفتی صاحب! زما په نامه باندې 45 لاکھ روپئ بل شوے دے او 45 لاکھ کښې ماته 29 لاکھ روپئ ملاؤ دی، دا نورې ماته نه دی ملاؤ، نورې ما په کمیشنو کښې ورکړې دی۔ اوس په 10 لاکھ باندې جی دا سکول څنګه جوړیږی، په 10 لاکھ باندې به خو سکول ته څوک پایه اونه لګوی، دا به څنګه پروت وی؟ دا به دغه شان پروت وی جی۔ زه جی دا خبره نه کوم، دا خبره کوم چې دا حقیقت دے ، الله په مونږه باندې حاضر دے که تاسو لاړ شئ، تاسو ته به نه وی معلومه دا خبره خو زه درته وایم چې تاسو سی ایند ډبلیو دفتر ته لاړشئ، تاسو د ایجوکشن دفتر ته لاړ شئ، بیا به د هغې نه پس پته اولګی چې دا صورتحال شته او که نشته دے ؟ سکیم هم زه درته ښایم، زرګری ناریاب ټو زما سکیم دے که نه وی دلته به کسان ناست وی، هغه د ځی، بالکل هغوی د انکوائری وکړی، که زما په خبرو کښې غلطی وی، اول کال کښې جی مونږه ته سکولونه حکومت راکړی دی، هغه سکولونه تر دغه ورځ پورې چالو نه شو۔ مخکښې ورځ کښې جی زه یو سکول ته لاړم، هغه سکول کښې زه ووم او ډی سی او صاحب وو، د هغه سکول استاد مونږه ته اووئیل چې تاسو راشئ زما سکول وګورئ، هغه سکول ته چې مونږه ورغلو هغه د توپو د وجې نه، د ډزو د وجې نه تر دې پورې چې د هغه سکول چهت نړیدلے وو، هغې کښې مطلب دا دے چې دیوالونه بیل وو او چهت ئے بیل وو۔ جناب سپیکر صاحب، په دغه اے ډی پی کښې چې د دهشتګردئ په نوم باندې کومې پیسې راغلې دی، په دې 22 ارب روپو کښې صرف پینځه کروړه روپو نه خطا که ئے یوه روپئ، مطلب دا دے د هغه اضلاع ورکښې نشته دے ، خاصکر زما په ضلع کښې۔ جناب سپیکر صاحب، دهشتګردئ نه چې کوم روډونه متاثره شوی دی، هغې د پاره پینځه کروړه روپئ ایښودې شوې دی او نتهیا ګلئ کښې جی ریسټ هاؤس جوړیږی، د هغې د پاره څلور کروړه روپئ ایښودې شوې دی۔ آیا زما په ضلع کښې روډ نشته دے ، زما روډ ختم شوے دے۔ زه بار بار وایم چې دا آوازونه دغه اسمبلئ ته دغه خلقو ته، دا منسټر خو د یوې ضلعې منسټر نه دے ، دا منسټر، دا سی ایم صاحب خو د یوې ضلعې نه دے ، دا خو د ټولې صوبې دے۔ جناب که زما په نوم باندې پیسې راغلې دی، پکار ده چې زما په ضلع کښې خرچ شی، پکار ده چې

زما په نوم پیسې راغلې دی، بله ضلع متاثره ده، په هغې کښې خرچ کړلې شی۔ جناب سپیکر صاحب، زه په اخر کښې بیا دا د ډیر افسوس سره خبره کوم چې د تیلو او د گیس رائلټی کښې، د محصولاتو په مد کښې دویم نمبر باندې ده، 22 ارب روپئ مونږه ته ملاؤ شوې دی، پکار دا ده چې دا 22 ارب روپئ هغه ضلعو باندې خرچ شی چې کوم ځائے کښې تیل او گیس وی خو جناب سپیکر صاحب، دا ټولې پیسې چرته خرچ کیږی؟ دا پیسې 30 کروړ روپئ دی، 30 کروړ روپئ هغه ضلعو کښې خرچ کیږی چې کوم ځائے کښې گیس دے، هغه کرک او هغه هنگو او د هغې په بدل کښې 30 کروړ روپئ هغه ضلعو کښې خرچ کیږی چې کومې ضلعې تمباکو پیدا کوی۔ میاں صاحب او اقبال فناّ صاحب زما نور ملگری شته دے، زه دا وایم چې مونږه که گیس پیدا کوؤ، مونږه دغه ضلعې ته مراعات ورکړی دی، مونږه خو جرم نه دے کړے، مونږه خو دا ضلع په پښتو باندې اودراولې ده، مونږه خو دې سره زیاتے نه دے کړے۔ پکار دا ده چې د گیس په ځائے باندې مونږه تمباکو وکرو، هغه ځکه چې زه گیس پیدا کوم او ماته 30 کروړ روپئ ملاویږی او چې څوک تمباکو پیدا کوی، د دې ټولې صوبې د پاره او چې څوک تمباکو پیدا کوی، د هغې د پاره 30 کروړ روپئ مختص کیږی۔ جناب سپیکر صاحب، دا حکومتونه جی تلونکی دی، مونږه او تاسو نه به مخکښې په دغه کرسئ باندې ډیر خلق ناست وو جی، ستا په ځائے به بل څوک ناست وو خو که کله هم بے انصافئ کیږی او دا بے انصافئ روانې وی، مونږه خو به نن هیڅ څه اونه وایو، نه زمونږه آواز رسیږی او نه زمونږه خبره څوک اوری خو داسې وخت به راځی چې د دغه خلقو گریوان ته به بیا څوک لاس وراچوی۔ وآخِرُ الدَعوَانا أَنِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَـٰلَمِينَ۔

<u>جناب سپیکر</u>: شکریہ جی۔ شازیہ اورنگزیب بی بی! ایک گزارش ہے کہ تین دن Demands for Grant کیلئے رکھے گئے ہیں جبکہ ڈیمانڈز 58 ہیں اور اس پر کٹ موشنز 741 آئی ہیں۔ ان تین دنوں میں ایک ممبر صاحب کیلئے صرف ایک منٹ ہوگا اور منسٹر صاحب جو جواب دینگے تو اس کیلئے بھی ایک منٹ ہوگا تو یہ کیسے ممکن ہے؟ اگر آپ تھوڑا سا اس پر سوچیں اور یہ مشکل تھوڑی سی آسان کریں تاکہ جو دوست اس

پر ادھر بول چکے ہیں، ضرور ضرور آپ کا اپنا ہاؤس ہے، آپ کو جو بھی Important issue نظر آتا ہے، صرف وہ مدنظر رکھیں کیونکہ تین دنوں میں 741 کٹ موشنز نمٹانا بالکل ناممکن نظر آرہا ہے، ابھی۔

جناب شاہ حسین خان: جناب سپیکر صاحب، چې کله د ایوان تعداد 82 وو نو هم دا ورځې وې او اوس خو د ایوان تعداد 124 دے نو پکار ده چې د دې وخت زیات کړے شي۔

جناب سپیکر: ابھی اس پر سوچ لیں، آپ کا اپنا ہاؤس ہے۔ میں نے تو جو مشکل نظر آرہی ہے، آپ کو بتادی ہے۔ ابھی شازیہ اورنگزیب بی بی! نماز کا وقت بھی ہو رہا ہے، جی آپ مختصر بولیں۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو موقع دے رہے ہیں، ابھی نماز کیلئے صرف پانچ دس منٹ وقفہ کرینگے، اس کے بعد آپ رات بارہ بجے تک بیٹھیں گے۔ جی، شازیہ اورنگزیب بی بی۔

Ms. Shazia Aurangzeb Khan: Thank you, Mr. Speaker. I am going to very curt and well precise. Mr. Speaker, I am not very happy about this budget.

کیونکہ یہ پچھلے سالوں کی طرح ایک Fantasy ہے اور It`s by the elite for the elite and of the elite۔ مسٹر سپیکر، اس بجٹ میں خواتین کیلئے As such کوئی Practical approach نہیں لائی گئی اور کوئی ان خواتین کیلئے، ان کو Empower کرنے کیلئے کوئی ایسی نئی بات نہیں کی گئی۔ جناب سپیکر، I am really grateful to you کہ آپ نے مجھے یہ ٹائم دیا، Infact میں آپ کی اس Commitment کے اوپر بات کرنا چاہتی ہوں، To remember Mr. Speaker کہ یہ بجٹ سیشن کے شروع ہونے سے پہلے آپ سے میں نے ریکویسٹ کی تھی کہ خویشگی بالا، خویشگی پایاں، ڈھیری زرداد اور ان علاقوں میں ایک ٹرانسفارمر * + ہوا ہے اور اس * + میں جناب لیاقت شباب صاحب بھی ملوث ہے اور اس * + میں ایم این اے طارق خٹک صاحب بھی ملوث ہے اور بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ گورنر صاحب نے اس بات کا بالکل لحاظ نہیں کیا اور یہ 72 ہزار کنال یا ایکڑ کے اوپر وہ زمینیں جو خویشگی بالا اور خویشگی پایاں کی زمینیں ہیں، جنکی سبزیاں اور وہاں کی فصلیں جل گئی ہیں۔ جناب، یہ ایریگیشن لفٹ، لفٹ ایریگیشن کی سکیم ہے اور وہاں کی اب مکئی کی فصلیں تیار ہیں اور وہاں کے لوگ جو ہیں، وہ

* بحکم جناب سپیکر حذف کئے گئے۔

بھوک اور افلاس کا شکار ہو رہے ہیں۔ جناب سپیکر، میں آپ سے ریکویسٹ کرتی ہوں کہ آپ اس چیئر پر بیٹھے یہاں سے انصاف کی بات کیجئے اور وہ پچھلی Commitment جو آپ نے کی تھی وہ میں آپ کو یاد دلاتی ہوں کہ خدارا اس کے اوپر کوئی کمیٹی آپ تشکیل دیں کیونکہ وہ فصلیں اگر تباہ ہو گئیں تو وہ غریب عوام سڑکوں پر نکل آئینگے اور وہ تو Already لوڈ شیڈنگ کے باعث انکے ٹرانسفارمرز جو ہیں، تو وہ بند ہیں۔ جناب سپیکر، نہر کا پانی بھی ان کے اوپر بند ہو گیا اور وہ مجبور ہو گئے ہیں کہ اپنے بچوں کو آئندہ سڑکوں پر لا کر بھیجیں۔ Thank you very much۔

<u>جناب سپیکر</u>: بی بی، یہ کونسا، بڑا ٹرانسفارمر ہے کہ چھوٹا ہے؟

<u>Ms. Shazia Aurangzeb Khan</u>: Janab Speaker, It is a very big transformer which they have shifted to Kohat now.

<u>جناب سپیکر</u>: آپ میں سے کوئی اگر منسٹر اریگیشن-----

<u>حاجی شیر اعظم خان وزیر (وزیر محنت)</u>: جناب سپیکر! آج لیاقت شباب صاحب ہاؤس میں نہیں ہیں، اگر وہ ہوتے اور یہ باتیں انکے سامنے کی جاتیں تو زیادہ بہتر ہوتا۔ لیاقت شباب صاحب ہاؤس میں حاضر نہیں ہیں اور نمبر ٹو کہ اس کا ایف آئی آر میں اگر نام ہے تو صحیح، ایف آئی آر میں نام نہیں ہے تو-----

<u>محترمہ نور سحر</u>: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں بات کرنا چاہتی ہوں-----

<u>جناب سپیکر</u>: آپ ذرا بیٹھیں جی، ایک منسٹر کھڑا ہے اور جواب دے رہا ہے۔ جی آنریبل منسٹر صاحب! آپ سے بہتر تھا کہ اریگیشن منسٹر جواب دیتے۔

<u>وزیر محنت</u>: **اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔** عرض یہ ہے آنریبل ممبر صاحبہ کی خدمت میں کہ لیاقت شباب صاحب کا جو اس نے نام لیا تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا نام ایف آئی آر میں بھی ہو گا، باقاعدہ رپورٹ اس کے تھانے میں ہو گئی ہو گی کیونکہ اس نے * + کا لفظ استعمال کیا ہے۔ * + کیلئے باقاعدہ 382 سیکشن ہے PPC کی اور ایف آئی آر درج ہوتی ہے Normally اور دوسری بات یہ ہے کہ آنریبل ممبر خود موجود نہیں ہیں تو اس کا طریقہ کار آپ کو بہتر پتہ ہے کہ جو شخص جو ممبر، جو منسٹر موجود نہ ہو تو اس کا نام ایسے کیسوں میں نہیں لیا جاتا۔ لہذا مہربانی کریں، آنریبل ممبر صاحبہ کی خدمت میں عرض ہے کہ ایسی باتوں سے وہ گریز کریں کہ جس سے کسی کی دل آزاری ہو یا وہ واپس لے لیں، اپنے الفاظ واپس لے لیں، اپنے الفاظ واپس لے لیں، اپنے الفاظ واپس-----

---

*بحکم جناب سپیکر حذف کئے گئے۔

(شور)

(شازیہ اورنگزیب خان، نگہت یاسمین اورکزئی اور نور سحر، خواتین اراکین کھڑی ہو گئیں)

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں اپنی سیٹ پر (شور) آپ بیٹھیں نا، اپنی سیٹوں پر بیٹھ جائیں۔ شازیہ بی بی! جائیں، میں بات کر رہا ہوں، آپ بیٹھ جائیں، سب بیٹھ جائیں۔ (شور) وہ لیڈیز آپ کا ساتھ نہیں دے رہی ہیں، وہ کیوں نہیں اٹھ رہی ہیں؟ (شور) آپ بیٹھ جائیں، مجھے رولنگ دینے دیں، مجھے رولنگ دینے دیں۔ آپ بیٹھ جائیں، سب جائیں۔ آپ جائیں، بیٹھ جائیں، اپنی سیٹ پر بیٹھ جائیں۔ سب بیٹھ جائیں، سب بیٹھ جائیں، آرام سے بیٹھ جائیں۔ یہ آپ لیڈیز! کیوں ان کا ساتھ نہیں دے رہی ہیں، مجھے یہ بتائیں آپ خفا ہیں؟ جی آنریبل منسٹر فار فنانس! جواب دے دیں پلیز۔

انجینئر محمد ہمایون خان(وزیر خزانہ): جناب سپیکر صاحب! زمونږ خور خبره وکړه، په دې چونکه کله چې زمونږ د Coalition Partners, Parliamentary Parties میټنګ وو نو په هغې کښې لیاقت شباب صاحب دا خبره د چیف منسټر صاحب په نوټس کښې راوستې وه او بیا د چیف منسټر صاحب د چیف ایګزیکټیو سره دا خبره اوشوه، ایریګیشن ډیپارټمنټ ئې ټول رااوغښتو، وجه دا ده چې Voltage نن سبا کم دے او دا مسئله یواځې په نوښار او خویشګو ایریا کښې بلکه پیښور کښې هم دا مسئله ده جی-----

محترمہ شازیہ اورنگزیب خان: محترم سپیکر صاحب! ما تاسو ته اووئیل چې دا د لفټ ایریګیشن سکیم دے-----

جناب سپیکر: لږ صبر وکړه، جواب واوره، جواب واوره۔

محترمہ شازیہ اورنگزیب خان: جناب سپیکر! یہ لفٹ ایریگیشن کی سکیم ہے جس کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کو تکلیف ہے-----

جناب سپیکر: جواب سننے کے بعد آپ بولیں، آپ آرام سے بیٹھ جائیں جی۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر صاحب! په دې وخت کښې لفټ ایریګیشن سکیمز ټول Suffer شوی دی، بیا چیف منسټر صاحب چیف ایګزیکټیو ته ډائریکټیوز ورکړل چې تاسو دا فوری حل کړئ او دې ته غټ ټرانسفارمر راوړئ چې په دې باندې دغه، بیا ئې ایریګیشن ډیپارټمنټ نه Compliance reports هم غوښتې دی خو

چونکه ماته د بجټ دغه وو، latest نئ پوزیشن یا پرونئ پوزیشن ماته نه دے معلوم نو لیاقت شباب صاحب دا Compliant چیف منسټر صاحب ته کړے دے چې واپډې والا یو ټرانسفارمر شفټ کړے دے، د هغې د وجې نه دا مشکلات دی، بیا ئے د ایریګیشن نه رپورټ غوښتے دے، ایریګیشن ډیپارټمنټ دا وئیلی دی چې زمونږ دا ټول واټر سپلائی سکمیز کله چې Voltage ډراپ وی یا ماښام کښې بعضې ټائم کښې داسې Voltage ډراپ شی، د هغې په وجه دا مشکلات شته خو خیر دے چونکه ستاسو د Political compulsions د خلقو په ذهن کښې دا خبره ده چې دا دا ټرانسفارمر ئے شفټ کړے دے، د هغې سره دا مشکلات دی نو مونږ به غټ ټرانسفارمر Install کړو خو نن یا پرونئ Latest پوزیشن ماته معلوم نه دے، ما ځکه دا خبره کلیئر کوله۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ۔ منسٹر صاحب! میں اس میں آپ سے گزارش کرونگا کہ آپ صبح آجائیں، دس بجے، ادھر چیمبر میں آجائیں دس بجے، ہم واپڈا سے اس کی معلومات کرینگے، جو بھی حقیقت سامنے آئیگی، وہ ہاؤس کو بتادینگے اور جو * + والی باتیں ہیں، وہ ریکارڈ سے حذف کی جائیں۔ دس منٹ کیلئے نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی مغرب کی نماز کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

<u>جناب سپیکر:</u> بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہاں جی، جناب مفتی کفایت اللہ صاحب، مفتی کفایت اللہ صاحب۔

<u>مفتی کفایت اللہ:</u> بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ایک اہم موضوع پر مجھے موقع دیا ہے اور میں حکومت کو متوجہ بھی کرنا چاہوں گا۔ میں بجٹ تقریر اس شعر سے پڑھنا چاہتا ہوں، مطالعہ کرنے کے بعد:

---

* بحکم جناب سپیکر حذف کیا گیا۔

مفتی کفایت اللہ: عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

(نعرہ ہائے تحسین، تالیاں)

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): جناب سپیکر! یہ اس سے ذراRepeat کرا دیں۔

مفتی کفایت اللہ: عمر دراز مانگ کر لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں
کہہ دو ان حسرتوں سے کہیں اور جا بسیں
اتنی جگہ کہاں ہے دل داغ دار میں

(نعرہ ہائے تحسین اور تالیاں)

جناب سپیکر، جب بھی بجٹ آتا ہے تو ملازمین بہت زیادہ خوشی سے انتظار کرتے ہیں لیکن بجٹ میں عام طور پر مایوسی ہوتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ تنخواہوں اور پنشنوں میں اضافہ مہنگائی کی شرح تناسب کے ساتھ برابر نہیں ہوتا۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہ اور الاونسز میں اضافہ تو اس پر یہ تبصرہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہو اور جب ہاؤس رینٹ میں اضافہ کی بات ہوتی ہے تو تبصرہ یہ آتا ہے: 'تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں' اور جب کنوینس الاؤنس کی امید رکھی جاتی ہے-----

جناب سپیکر: آج مفتی صاحب لکھنوی انداز میں ہیں جی۔

مفتی کفایت اللہ: اور جب کنوینس الاؤنس کی بات ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے: 'چلے تو کٹ ہی جائے گا سفر آہستہ آہستہ' (نعرہ ہائے تحسین، تالیاں) اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ 2010 اور 2011 کی ایڈہاک ریلیف کو بنیادی تنخواہ میں ایڈجسٹ کر دیا گیا تو دل یہ چاہتا ہے کہ یہ کہوں: 'گزر گیا جو زمانہ اسے بھلا ہی دو' (نعرہ ہائے تحسین، تالیاں) ہمارے ہاں جو مہنگائی ہوتی ہے، ان کو یوٹیلٹی الاؤنسز کی بھی بہت زیادہ امید ہوتی ہے، ان الاؤنسز پہ جی چاہتا ہے کہ یہ کہوں 'جا اپنی حسرتوں پہ آنسو بہا کے سو جا' -----

(نعرہ ہائے تحسین، تالیاں)

جناب سپیکر: میاں افتخار صاحب۔

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): جناب سپیکر، پوائنټ آف آرډر۔ ټولې ئے د نورجهاں ګانې راغونډې کړې دی، د حیاء عزت شعرونه د وائی (قہقہے اور تالیاں) مونږ خو چې ده ته ګورو مونږ له ترې حیاء راځی او کار ئے دا دے جی، ټول بجټ د نورجهاں په شعرونو کښې وائی۔

(تالیاں)

مفتی کفایت اللہ: جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: د نورجهاں غزلې ئے خوښې دی نو ستاسو پرې څه اعتراض دے ؟

مفتی کفایت اللہ: جناب سپیکر، اصل کښې میاں صاحب لا تنقید برداشت کولے نه شی نو هغه دا بهانه کوی، خیر دے ده سره لږه ګزاره وکړه۔ اور جناب سپیکر، جب Basic تنخواہ پر 20 فیصد ریلیف کی بات ہوتی ہے تو دل میں آتا ہے کہ ارباب اختیار کو یہ کہا جائے:

جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، سب سے پہلے میں تعلیم کی بات کروں گا۔ ہم سیاسی کلب کے لوگ ہیں، اے این پی اور پیپلز پارٹی کی مخلوط حکومت جب آئی تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم بچوں سے کلاشنکوف لیکر ان کے ہاتھوں میں قلم دیں گے لیکن میں اس پر حیران ہوں کہ انہوں نے تو تعلیم کیلئے جو کچھ رکھا ہے، وہ بہت کم ہے اور 2012ء میں جو کچھ دے رہے ہیں، وہ 2011ء کا آدھا ہے۔ مجھے یہ حکمت سمجھ میں نہیں آتی اور اگر آپ صفحہ نمبر 12 دیکھیں تو وہاں لکھا ہوا ہے، 303 ارب کا وہ بجٹ ہے تو اس کو انگلش میں 'تھری ناٹ تھری' کہا جاتا ہے۔ (قہقہے) اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جنگجو قسم کے لوگ ہیں، یہ کلاشنکوف دینا چاہتے ہیں (قہقہے) یہ قلم نہیں دینا چاہتے۔ جناب سپیکر، آج استاد رو رہا ہے، ایس ای ٹی کا استاد وہ چار درجاتی فارمولے کیلئے باہر سڑک پہ بیٹھا ہوا ہے اور جب ہم آئے تو وہ اپنا رونا رو رہا تھا، اب جب استاد رو رہا اور یہاں وجیہہ الزمان خان رو رہا ہے کہ بچوں کیلئے ٹینٹ نہیں ہے اور اس کے ساتھ ساتھ 2011ء کے اندر مجھے Establishment of Primary Schools KPK، یہ 200 تھے اور 2012 میں 100 ہو گئے۔ اگر وزیر خزانہ محسوس نہیں کرتے تو وہ بتائیں کہ کیا ہماری شرح تعلیم مکمل ہو گئی ہے، اب مزید پرائمری سکول بنانے کی ضرورت نہیں؟ Upgradation of Primary School to

Middle level، یہ 120 تھے پچھلے سال اور اس دفعہ صرف 50 سکولز ہیں۔ ایسی پوزیشن میں جناب سپیکر، کہ جب میری لڑکیوں، میری بچیوں کے سکولوں کو بموں سے اڑایا جا رہا ہے، ایسی پوزیشن میں تو یہاں زیادہ اس کو Focus کرنا چاہیئے تھا اور Upgradation of the Middle School to the High level، پچھلے سال یہ 150 اور اب آج اس کا 1/3 ہیں، صرف پچاس، جناب سپیکر! میں نہیں سمجھتا کہ یہ کیا حکمت ہے؟ یہ 'نوے سحر لیپ ٹاپ' یہ تو اچھی بات ہے لیکن کیا ہمارے بچے لیپ ٹاپ تک پہنچ گئے ہیں؟ اور سکول میں استاد نہیں، سکول استادوں سے خالی ہے، استاد ہڑتال کر رہا ہے اور Upgradation of the High School to the Higher Secondary، یہ پچھلے سال 100 اور اس دفعہ صرف 25، اگر محترم وزیر خزانہ اس کا اندازہ لگائیں تو پچھلے سال جو Construction of additional class rooms تھی، وہ 300 اور اس سال 200، یعنی ایڈیشنل کے اندر 100 کمرے کاٹ دیئے گئے ہیں۔ ہائیر سیکنڈری میں 75 سکول کاٹ دیئے گئے، 25 دے دیئے گئے اور Up gradation of Middle to High کے اندر 150 سے 50، یعنی 100 کٹ گئے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہماری حکومت بچوں کو تعلیم نہیں دینا چاہتی، منہ پہ یہ کہہ نہیں سکتی اس لئے کہ پھر لوگ اٹھیں گے کہ وہ بچوں کے ہاتھ سے قلم چھیننا چاہتے ہیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ ہمارے جو وزیر خزانہ ہیں، وہ اس پہ توجہ کریں، ان کو ٹائم نہیں ملا ہو گا، تعلیم کو زیادہ Focus کر دیا جائے اور آج میں جب سمجھتا ہوں کہ دہشت گردی ہے تو دہشت گردی کا مقابلہ اگر ہم کرتے ہیں تو وہ تعلیم کے میدان میں ہو گا، تعلیم کے بغیر وہ نہیں ہو سکے گا۔ جناب سپیکر، عجیب بات یہ ہے کہ ہمارا وزیر خزانہ خود کہہ رہے ہیں، صفحہ نمبر 41 پہ کہ ہماری کارکردگی کو صرف بجلی کی لوڈشیڈنگ کے پیمانے سے نہ ناپا جائے تو جناب، آپ پیمانا بتائیں کہ ہم کس پیمانے سے آپ کو ناپیں (قہقہے اور تالیاں) یعنی آپ لوڈشیڈنگ ختم نہیں کر سکتے اور لوڈشیڈنگ ختم کرنے کا آپ کا ارادہ بھی نہیں ہے، ہمیں روکا جا رہا ہے کہ آپ نے ہمیں ناپنے کا وہ پیمانا جو رکھا ہے، وہ لوڈشیڈنگ کا ہے۔ نہیں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لوڈشیڈنگ ختم کرنا آخر کس کی ذمہ داری ہے؟ کسی این جی او سے کہہ دیں، باہر کے لوگوں سے کہہ دیں کہ ہماری لوڈشیڈنگ کا مسئلہ ہے، اس کو وہ ختم کر دیں۔ آگے فرماتے ہیں صفحہ نمبر 39 پر کہ چونکہ بجلی کے پیداواری منصوبے طویل المدت ہوتے ہیں، لہذا ان کی تکمیل پر ہی لوڈشیڈنگ ختم ہو گی۔ موصوف کہتے ہیں کہ میں نے کھجور کا درخت بو دیا ہے، 100 سال بعد اس کا پھل آئے گا، پھر آپ کو کھلائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری ناکامی ہے اور ہم نے اپنی ناکامی کا

خود اعتراف کیا ہے۔ بجٹ تقریر میں نے نہیں بنائی، بجٹ تقریر تو ان کے ماہرین نے بنائی اور وہ یہ خود کہہ رہے ہیں اور میں ان تضادات پر بھی حیران ہوں کہ آپ ہمیں 'مفتی محمود فلائی اوور' دے رہے ہیں اور 'ارباب سکندر خان خلیل فلائی اوور' آپ دے رہے ہیں اور آگے جاکر آپ خود کہتے ہیں کہ عالمی سطح پر کی جانے والی تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ 'اوور ہیڈ برج' سے ٹریفک کے مسائل پر قابو پایا نہیں جا سکتا، اگر ہمارے وزیر خزانہ محترم اپنی تقریروں کی طرف دیکھ لیں تو زیادہ اچھا ہوگا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ایم ایم اے گورنمنٹ نے جو بجلی کی لوڈ شیڈنگ کا کوئی مسئلہ حل کیا تو اس سے آگے جاتے۔ ابھی میاں صاحب کہہ رہے تھے لیکن میاں صاحب کی تو عادت ہے کہ وہ کہہ کے چلے جاتے ہیں، انہوں نے کہا کہ کیا کیا؟ ہم نے اپنے دور میں 81 میگا واٹ بجلی مالاکنڈ تھری سے دی ہے، 18 میگا واٹ بجلی پہیور صوابی سے دی ہے اور مچئی مردان سے دو میگا واٹ دی ہے اور جناب سپیکر، آپ دیکھیں کہ ان کی انرجی اور پاور کے اندر کوئی نیا منصوبہ شامل نہیں۔ جناب سپیکر، 25 ارب روپے ہمیں بتایا تھا کہ پچھلے سال دے دیئے گئے، میں پوچھتا ہوں اپنے وزیر خزانہ سے کہ 25 ارب روپے کہاں ہیں؟ آپ کی ایک ہی جیب ہے اور وہ وزیر خزانہ ہے، وزارت خزانہ ہے اور وہ تو بجٹ کے اندر آپ ہمیں بتا دیتے ہیں کہ میری جیب میں اتنے پیسے ہیں اور اس پورے بجٹ کے اندر 25 ارب کی کھپت کہیں نہیں۔ آج بھلا ہو میاں صاحب کا کہ میاں صاحب نے کہا کہ ہم وہ پیسے تو لگانا چاہتے ہیں بجلی کے منصوبے پر لیکن چونکہ منصوبے ہی شروع نہیں ہوئے تو ہم پیسے کہاں لگائیں؟ صاحب، آپ یہ تو بتادیں کہ آپ نے پیسے کہاں لگا دیئے؟ وہ 25 ارب روپے ہیں، جب وہ ایک دن Circulation میں ہوتے ہیں تو کروڑوں روپے اس کی Circulation میں آجاتے ہیں، Markup میں آتے ہیں، منافع میں آتے ہیں، پھر آپ کو یہ بتانا ضروری ہوگیا کہ 25 ارب روپے یہاں نہیں ہیں، 25 ارب روپے ہم نے وہاں ڈال دیئے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> مفتی صاحب کا مائیک آن کریں، تین ممبران صاحبان نے ان کو اپنا ٹائم دیا ہے، شاہ حسین اور دو لیڈیز نے، اس لئے یہ اتنے وثوق سے اور آرام سے بول رہے ہیں۔

<u>مفتی کفایت اللہ:</u> جناب سپیکر، میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ 25 ارب روپے کا حساب ہمارے بجٹ میں نہیں ہے۔ جب ہمارا وزیر خزانہ 25 ارب روپے کا حساب نہیں دے گا تو پھر میں اس بجٹ پر کس طرح اعتماد کروں؟ مجھے یقین ہے کہ یہاں سیکرٹری خزانہ بھی بیٹھا ہوگا، ساری بیوروکریسی بیٹھی ہوگی لیکن میں اسکی قابلیت کو داد دوں کہ ایک مہینے کی اضافی تنخواہ دیتے ہیں، 25 ارب روپے کا مجھے حساب ہی نہیں دے

رہے اور مجھے کہہ رہے ہیں کہ وہ اور منصوبے کے اندر ہیں، جب اور منصوبے میں ہیں تو پھر اس کی Replacement کس طرح ہوگی؟ اگر کام شروع کرتے ہیں، بجلی کے منصوبے، تو پھر آپ یہ بتادیں کہ وہ اس کی Replacement آپ کس طرح کریں گے، وہ کمی کس طرح پوری کریں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ باچا خان غربت سکیم ہے اور انہیں بتایا گیا کہ باچا خان خپل روزگار کے اندر ہمیں تقریباً پونے دو ارب واپس آگئے ہیں لیکن آپ جاکے دیکھیں کہ ہماری آمدن کے ذرائع میں اس مد کی کوئی رقم موجود نہیں۔ یعنی اگر پونے دو ارب روپے ہماری آمدن میں نہیں ہیں تو وہ کہاں چلے گئے؟ اب یہ بتایا جارہا ہے کہ اب ایک ارب روپے مزید دیں گے، مالی سال پچھلا تو ختم ہوگیا، نئے سال کیلئے ایک ارب رکھ رہے ہیں تو آپ پونے دو ارب روپے کا حساب نہیں دینا چاہتے۔ یہ ٹھیک ہے، آپ نے دو ارب روپے لوگوں میں تقسیم کئے ہیں اور ٹھیک طریقے سے تقسیم کئے ہیں، میں نے پچھلے سال بجٹ کے اندر بھی کہا تھا کہ یہ ٹھیک طریقہ ہے، اس میں سیاسی Environment نہیں ہے لیکن جب Recovery ہوتی ہے، پیسہ آتا ہے تو پیسہ کہاں چلا جاتا ہے؟ لہذا اس بجٹ کے اندر یہ کمی رہ گئی ہے اور مجھے امید ہے کہ آج چونکہ Windup تقریر ہوگی، ہمارا وزیر خزانہ ضرور اس کا جواب دیں گے۔ جناب سپیکر، صوبے پر قرضہ بھی ہوتا ہے اور ہمارے محترم وزیر صاحب نے ہمیں قرضہ نہیں بتایا کہ کتنا قرضہ ہے؟ بلکہ ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ ہم نے قرضہ ادا کیا اور جب آپ بجٹ تقریر دیکھیں تو اس میں لکھا ہوا ہے، وہ قرضے کا Markup ادا کیا ہے یعنی اصل زر ابھی ادا نہیں کی، ہم شرح سود ادا کر رہے ہیں۔ نو ارب روپیہ ادائیگی ہے اور وہ Markup میں ہے، اب چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم Markup سارا ختم کر دیتے اور اصل قرضہ ادا کرتے، اس کے معنی یہ ہیں کہ اب Markup میں نو ارب روپے ہم ادا کریں گے، اصل زر تو ابھی رہتی ہے، پھر اسکے معنی یہ ہیں کہ ہمارے ملک صوبے کا بچہ بچہ اور اسکا ایک ایک بال قرضوں میں جکڑ گیا ہے اور ہماری گورنمنٹ کا، یہ تو اسکا آخری بجٹ تھا، اس مخلوط حکومت کو عوام کے اندر جانا ہے، اس بجٹ کو تو معیاری اور مثالی بجٹ ہونا چاہیئے تھا لیکن اس بجٹ میں وہ یہ نہیں بتا سکے بدبختی سے کہ ہم پر پچھلے سال کتنا قرضہ تھا، ہم نے قرضہ کتنا ادا کیا، Markup کتنا ادا کیا اور آئندہ کیلئے کیا سکیم ہے؟ مجھے اس پر بہت زیادہ افسوس ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر، یہاں کچھ ملازمین نکالے گئے تھے اور یہ وعدہ کر دیا تھا کہ ان ملازمین کو ہم دوبارہ رکھیں گے اور یہ وعدہ تمام، تینوں اور صوبوں کے اندر بھی ہوگیا لیکن ہمیں ایک ایسا لولی پاپ دیا گیا کہ ان شاء اللہ عمر نوح چاہیئے، یہ ملازمین بحال نہیں ہونگے۔ جناب سپیکر، عجیب طریقہ کار بتایا، کہا کہ اگر فنانس ہمیں پوسٹیں

Create کرتا ہے تو ہم 38% ان ملازمین کو لیں گے جو نکالے گئے ہیں اور انکو بحال کرنا ضروری ہے اور ہم 60% نئے لوگوں کو دیں گے۔ چلو مان لیا جائے، یہ بات ٹھیک ہے اور آنے والے سال میں فنانس کوئی ایک پوسٹ Create نہیں کرتا یا صرف 100 پوسٹ Create کرتا ہے تو وہ ہزاروں ملازمین کہاں جائیں گے ؟ آپ کو یہ کہنا آسان نہیں تھا کہ آپ کہتے کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں، ہم انہی ملازمین کو بحال نہیں کرتے ؟ کم از کم وہ امید تو نہ کرتے، وہ امید میں ہیں کہ ہمیں بحال کر دیا جائے گا اور یہاں ٹیکنیکل طریقے پر انکو بحال نہیں کیا جارہا اور حکومت جرات کے ساتھ یہ اعلان بھی نہیں کر سکتی کہ ہم بحال نہیں کرتے اور ایک ایسے ذہنی کرب کے اندر مبتلا کر دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر، بجلی کے خالص منافع کی بات ہے، میں تو نہیں سمجھتا کہ یہاں پر میاں صاحب اٹھ کر کھڑے ہوتے ہیں، زرداری صاحب کی تعریف کرتے ہیں یا گیلانی صاحب کی تعریف کرتے ہیں، تعریف آپ کریں، یہ کوئی میگا پراجیکٹ لے کر آئیں، اگر آپ میگا پراجیکٹ نہیں لیکر آتے ہیں، صرف میرا صدر بیٹھا ہو، میرا وزیر اعظم بیٹھا ہو، تو معاف کیجئے کوئی سنجیدہ آدمی اس تعریف میں شامل نہیں ہوگا۔ آپ کی Coalition ہے، (تالیاں) آپ دونوں یہاں بھی حکمران ہیں، آپ وہاں کے حکمران ہیں، اگر آپ اپنے دوست سے اپنا حق نہیں لے سکتے تو دشمن سے لینے کا سلیقہ آپ کو نہیں آتا، (تالیاں) جب آپ کی مخالف گورنمنٹ ہوگی اور مخالف گورنمنٹ میں تو آپ کس طرح اپنی بات منوائیں گے ؟ اپنوں سے آپ نہیں منوا سکتے۔ میرا خیال یہ ہے اس ناکامی کا اعتراف کرنا چاہیئے اور میں اے این پی کے لوگوں سے کہونگا کہ آپ نے صرف یاری کی ہے اور آپ نے قوم کیلئے کچھ لیا نہیں (تالیاں) آپ کہتے ہیں کہ خیبر پختونخوا کو آپ نے نام دیا تو میں آپ کو مبارک دیتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: مفتی صاحب کی باتیں خالی جاوید پر اچھی لگ رہی ہیں۔

(قہقہے)

مفتی کفایت اللہ: تھوڑی دیر بعد ان پر بھی آتا ہوں۔۔۔۔۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: جاوید! اپنے ساتھ اپنے ساتھیوں کو بھی ملاؤنا۔

مفتی کفایت اللہ: جناب سپیکر، میں خیبر پختونخوا کے نام سے اتفاق کرتا ہوں لیکن مجھے یہ لولی پاپ نہ دیا جائے۔ خیبر پختونخوا چینی کا نام نہیں ہے، خیبر پختونخوا آٹے کا نام نہیں ہے، خیبر پختونخوا بجلی کا نام نہیں

ہے، خیبر پختونخوا میری رائیلٹی کا نام نہیں ہے۔ اگر میں جا کر 110 ارب روپے نہیں لے سکتا ہوں، میں خیبر پختونخوا، خیبر پختونخوا کی رٹ لگاؤنگا تو معاف کیجئے کہ خیبر پختونخوا ایک مریض آدمی کا نام ہے، وہ ہسپتال کے اندر پڑا ہوا جو تڑپ رہا ہے، اس کو دوا دے دو، اسکو آپ لولی پاپ نہ دو۔ اگر آج ہماری حکومت اور خیبر پختونخوا کی حکومت میری وکالت نہیں کر سکتی تو اس کرسی پر بیٹھنے کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں۔ میں سیاسی بات نہیں کرتا، میں نمبر سکور نہیں کرتا لیکن آپ کا تو یہی Motto تھا، میرا تو کوئی اور Motto ہے، میں شریعت کے نام سے سیاست کرتا ہوں، میں اس جواب سے وہ جواب دونگا لیکن 'خپلہ خورہ خپل اختیار والے' اگر آج اپنا اختیار نہیں لے سکتے اپنی خورہ (مٹی) کیلئے تو میں کس کے پاس جا کے روؤنگا، میں کس کے پاس جا کے اپنی آہ وزاری کرونگا؟ اسکے معنی یہ ہیں کہ کوئی پرسان حال ہے اور یہ شعر آتا ہے:

صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں شوریدگی کے ہاتھ سے سر ہے وبال دوش

جناب سپیکر، ہمارے ہاں ہزارہ کے اندر ایک ایکسپریس وے تھا، آپ نے بہت بڑی کوشش کی تھی، میں چیلنج کرتا ہوں اپنے وزیر خزانہ کو، لوگ کہتے ہیں کہ وزیر خزانہ اچھا آدمی ہے، یہ تو انکا ذاتی عمل ہے، اچھا آدمی ہے وزیر خزانہ (قہقہے) کیا اچھائی سے کسی کو اعتراض نہیں ہوگا؟ ایک آدمی ذاتی عمل میں اچھا ہو اور وہ قوم کیلئے فائدہ مند ہو، میں کس طرح تعریف کروں؟ انکی ذاتی اچھائی اپنی جگہ پر ہو لیکن مجھے یہ بتایا جائے کہ وہ ایکسپریس وے کہاں ہے؟ PSDP کے اندر ہے یا جی ADP کے اندر ہے؟ آج اگر وہ نہیں ہے اور وہاں لوگ ہزارہ کی بات کرتے ہیں تو پھر لوگ ٹھیک کہتے ہیں نا، جب ہزارہ کی بات کرتے ہیں اور میاں صاحب کہتے ہیں کہ میں ہزارہ کو سب کچھ دینا چاہتا ہوں، خدا کیلئے کچھ نہ دو، ایک قرارداد پاس کرادو کہ صوبہ بن جائے۔ ایک قرارداد پاس کرادو، آپ کچھ نہ دو۔ (تالیاں) مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری انگریز کے خلاف جنگ لڑ رہا تھا، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری ایک بہت بڑا نام ہے تحریک آزادی کا اور وہ جنگ لڑ رہے تھے، انکے پاس انگریز آئے کہ ہم آپکی یہ خدمت کرنا چاہتے ہیں، ہم آپ کی یہ خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ عطاء اللہ شاہ بخاری نے کہا کوئی خدمت نہ کرو، میرا دیس چھوڑ دو۔ قابل احترام، اگر وہاں کے لوگ چاہتے ہیں کہ ہزارہ صوبہ بنے، آپ رکاوٹ بنیں گے تو سیاسی سوچ نہیں ہے، یہ مارشل لائی سوچ ہے، یہ آپ نے کہاں سے پیدا کر دی ہے۔ آج لوگوں کی آواز پر قدغن لگاؤ گے تو بنگلہ دیش کا سانحہ پھر رونما ہو سکتا ہے، یہ ملک ٹوٹنے کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے، آپکو حقیقت تسلیم کرنا ہوگی اور ہزارہ صوبہ کیلئے ایک متفقہ قرارداد پیش کرنا ہوگی۔ جناب سپیکر، خیبر بینک کے بارے میں، مالیاتی ادارے کے بارے میں کہا گیا کہ

اسکو بہت منافع ہوا لیکن یہ منافع ان برانچز سے ہوا ہے جو اسلامک ہیں۔ جو Conventional ہیں، ان سے نہیں ہوا اور آج خیبر بینک کا جو ایگزیکٹیو ہے، وہ اس بات کو چھپا رہا ہے، دونوں کو الگ الگ کیوں نہیں بتا رہا، وہ Terms of equity مجھے نہیں بتاتا، وہ اسلامی بینکاری کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔ یہ اچھا ہوتا کہ وہ یہ کہتا کہ اسلامی بینکاری کی یہ پوزیشن ہے Conventional کی یہ پوزیشن ہے تو لوگوں کو معلوم ہوتا، وہ اپنی Investment بہت زیادہ اطمینان سے کرتے۔ جناب سپیکر، مجھے تو بہت زیادہ شرم آتی ہے لیکن میں کہنے پر مجبور ہوں کہ بلامبٹ اریگیشن مکمل نہیں ہے، صفحہ نمبر 9 دیکھ لیا جائے، ہمارے سامنے ایک خبر پڑھی گئی، وہ جھوٹی ہے، ہمارے سامنے ایک تقریر پیش کی گئی، وہ میں جھوٹ تو نہیں کہہ سکتا، بہت کمزور آدمی ہوں اور وزیر خزانہ جب آنکھیں نکالیں گے پھر تو نہیں کہونگا لیکن وہ خلاف حقیقت ہے۔ چلو آج طے کر لیتے ہیں، میں غریب آدمی ہوں، میں ہر شرط کیلئے تیار ہوں کہ آج وزیر خزانہ یہ کہہ کر جا کے موقع پر دیکھ لیں کہ بلامبٹ اریگیشن مکمل ہے یا نا مکمل ہے؟ اسکا تو ابھی 1/3 فیصد حصہ رہتا ہے اور وزیر اعلیٰ محترم صاحب نے 800 ملین روپے دیئے تھے، اسکا حساب لینا تو ابھی باقی ہے۔ گراؤنڈ پہ وہ پیسہ نہیں لگا اور ان لوگوں نے جو 800 ملین روپیہ کھایا ہے، انہوں نے کاغذات میں اسکو مکمل ثابت کر کے دیدیا ہے اور آج کہا جا رہا ہے کہ بلامبٹ اریگیشن سکیم مکمل ہو گئی ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ یہ مکمل نہیں ہے، Authentic بات کرونگا اور اگر یہ مجھے ثابت کر دیں تو میں آسمان و زمین کے قلابے ملا لونگا کہ اتنا اچھا ہمارا وزیر خزانہ ہے اور وہ خزانہ پر گرفت رکھتا ہے اور وہ ٹھیک تقسیم کرتا ہے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ جناب سپیکر، سریل نمبر 419 صفحہ نمبر 81 کوڈ نمبر 110012: اس میں سرن رائٹ بینک کنال ہے اور ہمارے وزیر اریگیشن ہیں، جناب سید احمد حسین شاہ صاحب، جب پرویز خٹک صاحب وزیر تھے تو اس وقت میں نے کہا تھا کہ یہ منصوبہ بڑا مفید ہے، اسکو آگے کرو، ECNEC کے اندر اسکو لے جاؤ لیکن وہاں بھی نہیں لے جایا گیا۔ اب Feasibility ہے، یہ وہ Feasibility نہیں، سب طفل تسلیاں ہیں، جس طرح اے این پی کی گورنمنٹ Feasibility سے لوڈ شیڈنگ ختم کر رہی ہے، اس طرح یہ Feasibility ہمیں دی جاری ہے۔ میں چاہونگا محترم جناب وزیر خزانہ صاحب سے کہ وہ نوٹ کریں اور اسکو Feasible سے ذرا آگے بڑھائیں، اسکی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ جناب سپیکر، میں نے ایک دفعہ اریگیشن کے ایک کوئسچن پر آپ سے کہا تھا اور آپ نے حوصلہ افزائی کی تھی، میں نے یہ کہا تھا کہ ہمارا بہت سارا پانی پنجاب لے رہا ہے اور بغیر لحاظ کے لے رہا ہے اور انکا بہت سارا پانی آگے گزر رہا ہے، ہمیں ایک اریگیشن انفراسٹرکچر چاہیئے

اور وہ مرکزی حکومت کے تعاون کے بغیر نہیں ہو گا،اس سے کیا معنی ؟ یہ طے کیا جائے کہ ہمیں کل کتنا پانی چاہیئے اور کل پانی کس طرح روکا جائے گا، جہاں پانی کم ہو گا تو ہم کس طرح Reserve کریں گے، جہاں پانی زیادہ ہو گا تو کس طرح Over flow ہو گا؟ ان تمام کیلئے آپ ایک جامع منصوبہ پورے صوبے کیلئے بنائیں۔ یہ ایریگیشن انفراسٹرکچر بنے گا،اس کے بعد اپنے پانی پہ قبضہ کرو، آپ سے جو زیادہ ہو گا تو آپ پنجاب کو دے دو لیکن ہم نالائقی سے اپنے پانی پہ کنٹرول نہیں کر سکتے، پھر روتے ہیں کہ پنجاب نے ایسا کیا، پنجاب نے ایسا کیا، ہم نے کس کو روکا ہے ؟ جغرافیائی طور پر سب سے پہلے یہ دریا سندھ صوبہ سرحد سے نکلتا ہے، پھر پنجاب میں جاتا ہے اور شریعت کہتی ہے کہ جہاں سے پہلے پانی آتا ہے، انکا حق پہلے ہے ان سے جو دوسرے نمبر پر ہوں، شرعی لحاظ سے بھی میرا حق ہے، قانونی لحاظ سے بھی میرا حق ہے لیکن میں مانتا ہوں کہ ایریگیشن انفراسٹرکچر کے اندر یہ غلطی ہو گئی ہے، اگر خدا کیلئے ایسا کر دیا جائے، میں اپنی ساری معلومات دینے کیلئے تیار ہوں کہ ہم ایک ایریگیشن انفراسٹرکچر بنالیں اور اس صوبے کا مسئلہ حل کر دیں تو مجھے امید ہے کہ یہ اچھا ہو جائے گا۔ جناب سپیکر، دہشت گردی کے خلاف جنگ اور این ایف سی ایوارڈ، اس پر میں شروع ہی سے چیختا رہا ہوں، میرا دعویٰ ہے کہ این ایف سی ایوارڈ میں ہم ہار گئے ہیں، ہم جیتے نہیں ہیں لیکن زبردستی ہمارا منہ بند کیا جاتا ہے:

یہ دستور زباں بندی بھی عجب تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

ہمارا Focus تھا غربت، ہمارا Focus تھا غربت اور سندھ والوں کا Focus تھا ریونیو اور پنجاب والوں کا Focus تھا آبادی اور بلوچستان کا Focus تھا رقبہ، رقبہ والے جیت گئے، آبادی والے جیت گئے، ریونیو والے جیت گئے، غربت والے نہیں جیتے۔ آپ جا کے فارمولہ دیکھو، فارمولے کے اندر غربت کو کتنے فیصد ملا ہے ؟ اب آپ ہار بھی جائیں تو آپ کہیں کہ ہم جیت گئے ؟ نہیں آپ کو ہمارے ساتھ بیٹھنا ہو گا، ہم آپ کا ساتھ دینے کیلئے تیار ہیں لیکن این ایف سی ایوارڈ کے اندر ہم سے غلطیاں ہوئی ہیں اور آج بھی لوڈشیڈنگ کا کوئی مسئلہ حل کرنا چاہتا ہے کوئی عمل نہ کرے لیکن ہمارے پاس فارمولہ ہے کہ ساڑھے بارہ فیصد اگر ہر حکومت، چاروں حکومتیں اور مرکزی حکومت اگر اپنے پیسے منہا کر دیں اور اسکو Focus کریں کہ بجلی کی لوڈشیڈنگ ختم کرنے کیلئے Furnace oil خریدنے کیلئے میں سمجھتا ہوں کہ الیکشن سے پہلے پہلے ہم لوڈشیڈنگ ختم سکتے ہیں۔ جناب سپیکر، دہشت گردی کے خلاف جو جنگ ہے، اس کے اندر ہمیں

ساڑھے چار ارب ڈالر ملے ہیں۔ ہمارے صدر مملکت زرداری صاحب کا کہنا ہے کہ ہمیں 70 ارب کا نقصان ہوا ہے، یہ تو ٹھیک ہے کہ نقصان زیادہ ہے لیکن جو کچھ ملا ہے وہ کہاں چلا گیا؟ آج میری یہ Book کہہ رہی ہے کہ ہمیں 22 ارب روپے ملے ہیں اور آج وہ ایک ڈالر ضرب ایک سو روپیہ ہے۔ جب میں ساڑھے چار ارب کی بات کرتا ہوں تو ساڑھے چار سو ارب ڈالر ہیں، اس کے اندر 22 ارب ہمیں دے دیئے گئے تو یہ اور کہاں چلے گئے؟ کسی آدمی نے پوچھا ہے کہ یہ پیسے کدھر چلے گئے؟ اگر فاٹا کے اندر گئے ہیں تو گورنر اسکی مانیٹرنگ کرتا ہے، اگر وہ پنجاب میں چلے گئے، کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ وہ جو میرے خون کے اور میرے بچوں کی شہادتوں کے بم بلاسٹس کے وہ جو پیسے تھے، وہ اٹھا کر کہیں جنوبی پنجاب میں اور سندھ تو نہیں چلے گئے؟ جناب سپیکر، ہر ایک آدمی اپنی سیاسی جماعت رکھتا ہے، اپنے بڑوں کا احترام کرتا ہے لیکن اپنے صوبے کے حقوق کے اوپر خدا کی قسم کسی بڑے کا احترام کر دیا جائے، اگر میرے صوبے کا حق غضب ہو رہا ہے تو میں اس سمجھوتے کیلئے تیار نہیں ہوں، میں خون کے آنسو رو رہا ہوں، میں یہاں قتل ہو رہا ہوں، یہاں لوگ مر رہے ہیں، 50 ہزار لوگ مر گئے اور یہاں لوگ ڈسٹرب ہو گئے، دہشت گردی کے نام پر جو پیسہ آتا ہے اس پہ اسلام آباد قبضہ کریگا اور پھر مجھے یہ سبق دیا جائے گا کہ 'خپلہ خورہ خپل اختیار'، نہیں اب حقیقت کی آنکھ سے آپ کو دیکھنا ہو گا اور آپ کو اس بارے بتانا ہو گا، قوم کو کہ جی ہم بہت زیادہ ناکام ہو گئے ہیں، ہم سے یہ مقدمہ لڑا نہیں جا سکا۔ جناب سپیکر، میں آپ کا بہت زیادہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ابھی حال ہی کے اندر بنوں جیل کا واقعہ ہوا تو بنوں جیل کا واقعہ ہمارے لئے شرم کی بات ہے، خوشی کی بات تو نہیں تھی۔ بنوں جیل کا واقعہ ہماری حکومت کی Writ چیلنج ہو گئی، یہ انتہائی شرم کی بات تھی۔ جناب سپیکر، یہ مائیک بند ہو گیا، میں چند تجاویز دینا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> یہ مائیک آن کریں، بس یہ آخری دو منٹ۔

<u>مفتی کفایت اللہ:</u> تجاویز، تجاویز۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> بس آپ کا ٹائم گزر چکا جی۔

<u>مفتی کفایت اللہ:</u> خبرې خو ډیرې بنه دی۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> خبرې په ما هم بنه لګی جی، خیر دے جی بس لیکن۔۔۔۔۔

<u>مفتی کفایت اللہ:</u> بنوں جیل کا واقعہ ہوا، یہ ہمارے لئے شرم کی بات تھی، چاہیئے تو یہ تھا کہ اس کے بعد ہم اس کی Protection کیلئے کچھ کرتے لیکن آپ کی جو بجٹ تقریر ہے، وہ اس سے خالی ہے۔ جناب سپیکر،

اس کے ساتھ ساتھ میں چند تجاویز دینا چاہتا ہوں، مجھے یہ امید ہے کہ آپ میری تجاویز سننے تک میری آواز کو قطع نہیں کریں گے ان شاء اللہ اور وہ تجاویز یہ ہیں کہ ہمیں ایبٹ آباد کیلئے، جو تعلیم کا شہر ہے، ایک یونیورسٹی دیدی جائے اور میں یہاں بھی یونیورسٹی پر خوش ہوں، پشاور یونیورسٹیوں کا شہر ہے، اس کے دس قدم پر چارسدہ یونیورسٹی ہے، دس قدم پر مردان، اچھی بات ہے، ملاکنڈ میں اچھی بات ہے، کوہاٹ میں اچھی بات ہے لیکن ہم بھی آپ کے لوگ ہیں، ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے، ہزارہ میں پیدا ہو کر، وہاں بہت زیادہ تعلیم ہے، ایبٹ آباد کو ایک یونیورسٹی دی جائے اور میں قاضی اسد صاحب کی جوتی پکڑنے کیلئے تیار ہوں کہ وہ مجھے ایک یونیورسٹی کی یقین دہانی کرادیں، بہت زیادہ اچھا ہوگا۔ جناب سپیکر، میں ایک اور تجویز بھی دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ ایوب میڈیکل کالج کو اپ گریڈ کر دیا جائے اور میں نے فخر سادات کی داڑھی بھی پکڑی ہے، ہمارے ہاں بہت بڑی جگہ ہے ڈاڈر کے مقام پر، اس کو اپ گریڈ کر کے یونیورسٹی میں تبدیل کر دیا جائے۔ اس وقت تو انہوں نے سر ہلایا تھا لیکن مجھے معلوم نہیں کہ کس نے، جناب سپیکر، میں ایک تجویز اور دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ ہمارے ہاں پکھل میدان ہے، اس میں زراعت بہت زیادہ ہے، وہاں خاکی میں بہت بڑی جگہ موجود ہے اور اس میں اگر زرعی یونیورسٹی مل جائے تو بڑی مہربانی ہوگی اور میں شاباش دیتا ہوں اپنے وزیر خزانہ کو کہ انہوں نے آئل اینڈ گیس کی رائلٹی کو بڑھا دیا ہے، پہلے پانچ تھا، اب دس ہو گیا ہے لیکن جناب وزیر خزانہ! کیا آپ یہ کیس ہائیڈل کے اندر ہار گئے ہیں، وہاں آپ کو ایسا نظر نہیں آیا؟ جناب وزیر خزانہ! Forest Development Fund, (FDF) وہاں آپ یہ لاگو نہیں کر سکتے اور ہمارے ڈیموں سے، یہ جو آئل والے ہیں، ان سے تھوڑی جگہ متاثر ہوتی ہے، ڈیموں سے زیادہ جگہ متاثر ہوتی ہے تو کیا آپ ایسا نہیں کرینگے کہ وہ جو ڈیموں سے جگہ متاثر ہے، اس کو رائلٹی میں شامل کر دیں؟ یہ تو آپ کا آخری سال ہے، ما زیکر دے ، ما زیکر ، اسوقت آپ نہیں کرینگے پھر تو رات ہو جائیگی، پھر آپ کو موقع نہیں ملے گا۔ جناب سپیکر، اس طرح میں ایک اور تجویز بھی دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ آپ یہ مہربانی کریں کہ ہماری طرف سے جمہوریت کی بات، دارالکفالہ پشاور کی بات کرنا چاہتا ہوں، وہ ویران ہو گیا ہے، اگر دارالکفالہ کو آباد کر دیا جائے تو بڑی مہربانی ہوگی اور بیمار صنعتوں کیلئے کوئی ایسی بات نہیں ہے، یعنی اس کیلئے یہ طے کر دیا کہ یہ بیمار رہیں گی اور آپ حیران ہونگے کہ ابھی کوہستان میں ایک واقعہ ہوا، واقعہ کا پس منظر، پیش منظر آپ کو معلوم ہے لیکن تمام باتوں کے باوجود ہمیں خواتین کے اجتماعی شعور کی بیداری اور حقوق کیلئے کام کرنا ہوگا۔ آپ اپنا بجٹ دیکھیں، اس کے اندر ایسی کوئی چیز موجود نہیں

ہے۔ جناب سپیکر، میں تمام باتوں کو سمجھتا بھی ہوں کہ ہمارا صوبہ دہشت گردی کا شکار رہا ہے، مشکل کے ساتھ ہم چلے ہیں اور جمہوریت کی بات جو کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مبارکباد دیتے ہیں، وہ جمیعت العلمائے اسلام کو دو دفعہ مبارکباد دیں۔ ہم جب یہاں آتے ہیں، بیٹھتے ہیں، ہمارے بارے میں فتوے آتے ہیں کہ جمہوریت کفر ہے اور یہ مولانا کفری نظام کو چلا رہے ہیں، وہاں ان کا مقابلہ کر رہے ہیں اور یہاں آپ جیسے لوگوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ لہذا جمہوریت ہماری وجہ سے قائم ہے، ان شاء اللہ قائم رہے گی۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن کا مائیک بند ہوا)

مفتی کفایت اللہ: جناب! یہ مائیک آن کریں، بس میں آخر میں ایک شعر سنا رہا ہوں۔۔۔۔

جناب سپیکر: بس آخری شعر سنا دیں تاکہ میاں صاحب کو اچھا لگے۔

مفتی کفایت اللہ: چیف جسٹس صاحب بہت بڑا آدمی ہے، کوئی آدمی اس کی توہین نہیں کر سکتا لیکن اب کچھ چھینٹے آ گئے ہیں ہماری عدلیہ پر، اس کی دیانت کی مارکیٹ کو بھی آگ لگ گئی ہے تو بہتر نہیں ہوگا کہ ہمارے چیف جسٹس صاحب رضاکارانہ استعفی دے دیں؟ (تالیاں) اگر وہ استعفی دیدینگے تو سارے مسئلے حل ہو جائینگے اور اداروں کا تصادم کسی کے فائدے میں نہیں ہوگا اور جمہوریت کا استحکام سب کے فائدے میں ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ میری باتوں کو "ھباء منصورا" نہیں سمجھا جائیگا اور میری باتوں کو ان شاء اللہ یہ لیں گے۔ میں آخر میں وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ مجھے آپ کی وہ جرات چاہیئے جس جرات کو میں سلام کرتا ہوں، آپ جا کر میرا کیس لڑیں اور اگر آپ کیس نہیں لڑیں گے تو مجھے آپ سے بہت زیادہ مایوسی ہوگی، میں مایوس نہیں ہونا چاہتا۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

مفتی کفایت اللہ: چلیں اچھا ہوا۔۔۔۔

جناب سپیکر: گوہر نواز، گوہر نواز، گوہر نواز، گوہر نواز صاحب (شور) ہں جی؟

جناب بشیر احمد بلور {سینیئر وزیر (بلدیات)}: دوئ دومره خبرې وکړې، مونږ ته هم ټائم راکړئ چې حکومت د دې جواب ورکړی۔۔۔۔

جناب سپیکر: درکوؤ جی۔

سینیئر وزیر (بلدیات): دا خو به بیا خلقو نه هیر شی چې دا دوئ څه وئیلی دی۔

جناب سپیکر: اودریږئ جی، دې ګوهر نواز له مې فلور ورکړو، ده پسې۔ جی گوہر نواز۔

جناب گوہر نواز خان: جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: آپ ذرا بیٹھیں جی۔

(شور)

جناب سپیکر: یہ ہر کسی کی۔

جناب گوہر نواز خان: جناب سپیکر! (شور) شکریہ جناب سپیکر، کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: گوہر نواز، گوہر نواز صاحب۔

(شور)

جناب گوہر نواز خان: شکریہ جناب سپیکر، کہ آپ نے موقع دیا۔ سب سے پہلے تو۔۔۔۔۔

جناب محمد جاوید عباسی: جناب سپیکر صاحب،۔۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں جاوید عباسی، آپ کا، آپ ہر کسی پہ، آپ بیٹھیں، آپ بیٹھیں، آپ بیٹھ جائیں (شور) No cross talks، آپ بیٹھ جائیں (شور) آپ بیٹھیں۔

جناب گوہر نواز خان: عباسی صاحب! آپ بعد میں بات کر لیں۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں۔

جناب گوہر نواز خان: آپ کو موقع ملے گا، آپ بعد میں بات کر لیں، میں اب بات کر رہا ہوں۔ شکریہ جناب سپیکر، کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا اور سب سے پہلے تو میں اپنی صوبائی حکومت کا۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: جی آپ چپ رہیں۔ بی بی! اس طرف آئیں، نگہت بی بی! اس طرف دیکھیں۔ ایک معزز رکن۔۔۔۔

جناب گوہر نواز خان: یہ غالباً پہلی بلکہ یقیناً پہلی جمہوری حکومت ہے جس نے اپنا پانچواں بجٹ پیش کیا اور مجھے فخر ہے اپنی حکومت پر کہ جس نے سب سے زیادہ ترقیاتی بجٹ پیش کیا اور ہماری اے ڈی پی اس وقت ایک ارب ڈالر سے بھی زیادہ ہے، مجھے اس پر فخر ہے (تالیاں) اور اس میں ہماری تعلیم کیلئے جو

چار فیصد رکھا گیا ہے، اگر آپ پچھلے ساٹھ سالہ دور کو دیکھیں تو جو تعلیم کے بارے میں آج بات کی جارہی ہے کہ یہ تعلیم میں کمی کی جارہی ہے تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر آپ پچھلے ساٹھ سالہ دور کو دیکھیں تو اس میں جتنی یونیورسٹیاں بنی ہیں اور اس پانچ سالہ دور کو دیکھیں تو سات یونیورسٹیاں بنائی گئی ہیں تو میرے خیال میں یہ پانچ سال پچھلے ساٹھ سالہ دور پر بھاری ہیں (تالیاں) اور میں آج تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گا اپنے ان بھائیوں کیلئے جنہوں نے آج روڈ بلاک کیا، میں اپنی صوبائی گورنمنٹ سے بھی۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی گوہر نواز خان۔

<u>جناب گوہر نواز خان</u>: میں کوشش کرونگا کہ سارے بھائی اگر سنیں تو میں بولوں، نہ تو بیٹھ جاؤں۔ سر، بات ہو رہی تھی 29 ارب روپے کی، آج کچھ بھائیوں نے، کل بھی بات کی کہ 29 ارب روپے کا جو ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے تو میں ان کے سامنے یہ گزارش کرونگا کہ بار بار آپ ضمنی بجٹ کی باتیں کرتے ہیں اور بجٹ میں ہیر پھیر کی باتیں کرتے ہیں، اس سے پہلے جتنی گورنمنٹس بھی گزری ہیں، سب نے اپنے دور میں بجٹ پیش کیا اور اپنے بجٹ کو بہتر انداز میں پیش کیا۔ ہماری گورنمنٹ نے بھی بجٹ پیش کیا اور میرے خیال میں یہ سب سے بہترین ہے۔ جب ہماری یہ اے ڈی پی جو ایک ارب ڈالر سے زیادہ ہے اور یہ پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ اتنا زیادہ ترقیاتی پیکیج والا بجٹ پیش کیا گیا ہے، (تالیاں) اس سے پہلے کسی نے بھی اس طرح نہیں کیا۔ ابھی 29 ارب کی جو بات کرتے ہیں، اس میں 20% جو بھی، تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔ ایک تو آپ یہ دیکھیں اور دوسرا میں فخر سے یہ اعلان کرنے پر مجبور ہوں، جو صوبائی حکومت ہماری ہے، اس میں پہلے یہ ہوتا تھا کہ چند لوگوں کو کنوینس الاؤنس دیا جاتا تھا لیکن یہ میرے لئے فخر کی بات ہے کہ میں اس حکومت کا حصہ ہوں جس نے تمام ملازمین کو کنوینس الاؤنس دیا ہے۔ (تالیاں) بس تھوڑی سی باتیں جو اپنے علاقے کے حوالے سے بھی کرنا چاہونگا اور اپنی حکومت سے انتہائی عاجزانہ گزارشات بھی ہیں کہ ہمارا تعلیمی بجٹ بھی زیادہ ہے، تعلیم کیلئے بہت زیادہ کام کر رہے ہیں لیکن پچھلے دنوں جو بجٹ پیش کیا گیا، اس میں ٹیچر کیلئے جو مراعاتی پیکیج پیش کیا ہے، اس میں جو ایس ای ٹی کیڈر کے لوگ ہیں، جو گریڈ سولہ میں بھرتی ہوتے ہیں تو یہ وہ لوگ ہیں جو 20 سال 25 سال کے بعد جاکر ہیڈ ماسٹر تک ان کی رسائی ہوتی ہے، ہیڈ ماسٹر بنتے ہیں اور اس وقت جو ایس ایس ہیں وہ سترہ میں بھرتی ہوتے ہیں۔ اب Fifteen and below اور Seventeen and above والے جو ٹیچرز ہیں، ان

کو اس پیکیج سے بہت فائدہ ہوا لیکن جو گریڈ سولہ کے ٹیچرز ہیں، ایس ای ٹیز، ان کو اس پیکیج سے کوئی فائدہ نہیں ہوا اور ان کو دس سالہ جو سروس ہے، اس پر One scale upgradation پر چھوڑ دیا گیا ہے، اگر ان کو ریگولر کر دیا جائے تو گورنمنٹ کے بجٹ پر کوئی اثر نہیں پڑیگا، یہ گریڈ سولہ میں کام کر رہے ہیں اور سترہ کی تنخواہ لے رہے ہیں، تو لہذا ان کو بھی ریگولر کر دیا جائے اور بات میں رائلٹی کے حوالے سے بھی کرونگا، حکومت سے گزارش کرونگا، بہت سارا پیکیج دیا ہے، انہوں نے سارے علاقوں کو آئل اینڈ گیس میں جو ہمارے کرک کو انہوں نے 10% کر دیا اس کی رائلٹی کو، تو متاثرین تربیلہ ڈیم ہونے کی حیثیت سے میں یہ بات ضرور کرونگا کہ ہمارے وہ آباؤ اجداد جن کی قبریں ہزاروں فٹ گہرے پانی کی نذر ہوئیں اور آج متاثرین دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں اور آج ان کا کوئی پرسان حال نہیں، اگر آئل اینڈ گیس کی رائلٹی کو 5% سے 10% تک کر دیا گیا ہے تو میری گزارش ہو گی حکومت وقت سے، کیونکہ میں ان کا حصہ ہوں تو اس رائلٹی کو بھی 10% کیا جائے (تالیاں) اور میں جاوید عباسی صاحب کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری تقریر بڑے تحمل سے سنی تو ان کیلئے ایک شعر کے ساتھ اجازت چاہونگا:

جی تو چاہتا ہے کبھی آگ لگا کر دل کو ؎ پھر کہیں دور کھڑے ہو کر تماشہ دیکھوں

(تالیاں اور قہقہے)

جناب سپیکر: میاں نثار گل صاحب۔

میاں نثار گل کاکاخیل (وزیر جیل خانہ جات): شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! مفتی صاحب نے اپنی تقریر میں ایبٹ آباد کیلئے ایک یونیورسٹی کی ڈیمانڈ کی، میں آج اس ایوان کو اور پورے صوبے کو ایک خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ خوشحال خان خٹک کے نام سے وزیر اعلیٰ صاحب نے کل کرک کیلئے یونیورسٹی کا اعلان کر دیا ہے، منظوری ہو گئی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اب جو ہمارے صوبے میں 13 یونیورسٹیاں ہو نگی (تالیاں) اور اس میں سر، ابھی جو بات ہو رہی تھی تو کل اس میں ہماری میٹنگ ہوئی تھی، رائلٹی کی جو بات یہ لوگ کر رہے ہیں، ہمارے تربیلہ والے دوست، سارے دوست، ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ جو رائلٹی زیادہ ہوئی ہے، یہ 5%، ہم ان شاء اللہ اپنے وسائل سے کرک کی یونیورسٹی شروع کرینگے اور میں شکریہ ادا کرتا ہوں صوبائی حکومت کا، وزیر اعلیٰ صاحب جب کرک آئے تھے تو انہوں نے ایک اعلان کیا تھا کہ کرک کیلئے ایک یونیورسٹی بنائینگے اور آج 400 سال کی تاریخ خوشحال خان خٹک کی، وہ کرک میں زندہ ہو گئی ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: کشور کمار صاحب۔

سینئر وزیر (بلدیات): جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آخر میں بولیں گے جی، بشیر بلور صاحب! Windup۔۔۔۔

سینئر وزیر (بلدیات): Windup Speech تو وزیر خزانہ صاحب کرینگے، میں تو Windup نہیں کرونگا، میں تو یہ ریکویسٹ کرتا ہوں کہ مجھے ٹائم دیں کہ جو پولیٹیکل باتیں انہوں نے کی ہیں، میں ان کا جواب دے سکوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کریں، جواب بالکل دیدیں لیکن وہ Technocrat ہیں، وہ Technocrat مفتی ہیں، اس نے خالی پولیٹیکل باتیں نہیں کیں، وہ بجٹ پر بھی کافی اچھے بولے ہیں۔

سینئر وزیر (بلدیات): نہ، وہ جو کچھ باتیں میں کر سکتا ہوں، میں کرونگا، باقی ٹیکنیکل باتیں وہ کرینگے۔

جناب سپیکر: جی، بسم اللہ کریں۔

سینئر وزیر (بلدیات): جناب سپیکر صاحب! آپ کا شکریہ۔۔۔۔۔

جناب کشور کمار: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: ایک منٹ، ان کے بعد کریں، ان کے بعد آپ سب بولیں گے نا۔

وزیر بلدیات: جناب سپیکر صاحب! Thank you very much۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی دس پندرہ کی لسٹ ہے، بارہ بجے رات تک بیٹھیں گے۔

(شور)

سینئر وزیر (بلدیات): جناب سپیکر صاحب، Thank you very much۔ میرے بزرگوں نے بڑی بہترین باتیں کی ہیں، میں سب کا نام نہیں لے سکتا، سب سے پہلے میں یہ عرض کروں کہ آج اللہ کا فضل ہے، تمام ہاؤس کو چاہیئے کہ حکومت کو Appreciate کرے کہ پچھلی دفعہ ہم نے ایک ہفتہ میں تقریباً بجٹ پاس کیا تھا کہ ہمارے حالات ایسے تھے صوبے کے، دہشت گردی کے کہ ہم اسمبلی میں اس وقت زیادہ ٹائم نہیں دے سکتے تھے مگر آج اللہ کا شکر ہے کہ ہم نے اس طرح بحث کیلئے پورا ایک ہفتہ دیا ہے اور میں نے آپ کو میٹنگ میں بھی عرض کیا تھا کہ جتنا ٹائم یہ بات کر سکیں کریں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ اللہ کا فضل ہے کہ آج وہ حالات نہیں ہیں جو آج سے دو سال پہلے تھے۔ جناب سپیکر صاحب، مفتی صاحب نے بڑی اچھی اچھی باتیں کی ہیں، حکومت کو کہا کہ کبھی 'خپلہ خاورہ خپل اختیار' کی بات کی، یہ کہا

کہ حکومت فیل ہو گئی ہے، انہوں نے استادوں کیلئے کچھ نہیں کیا، انہوں نے رائلٹی میں جو پیسے ملے، ان کا بھی پتہ نہیں چلا، جو ہائیڈل جنریشن کے پیسے ہیں وہ کدھر گئے، 25 ارب روپے کدھر گئے؟ جناب سپیکر صاحب، سب سے بڑی بات انہوں نے یہ فرمائی ہے کہ یہ 'خپلہ خاورہ خپل اختیار' کے نام پر حکومت لیکر آئے تھے۔ ہم فخر کرتے ہیں، ہم نے خدا کے فضل سے 'خپلہ خاورہ خپل اختیار' کے تحت اٹھارہ محکمے، 18th Amendment میں اٹھارہ، سترہ محکمے اپنے صوبے میں لیکر آئے جو کہ مرکز کے پاس تھے، آج ہمارے صوبے کے پاس ہیں۔ جو ہمارے میاں صاحب نے آج پرائم منسٹر اور پریزیڈنٹ کا شکریہ ادا کیا، اسی وجہ سے کیا کہ ہم نے Amendment 18th میں ہمیں اپنے سولہ محکمے صوبے کو ملے ہیں جس پر ہم فخر کرتے ہیں، ہم نے 'خپلہ خاورہ خپل اختیار' کا پورا حق ادا کر دیا ہے۔ (تالیاں) جناب سپیکر صاحب، دوسری بات ہائیڈل جنریشن کی، میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ ان کے اس دور میں پانچ سال انہوں نے حکومت کی ہے، آج یہ ہمیں یاد دلا رہے ہیں کہ آپ نے ہائیڈل جنریشن کے پیسے کیسے لیے؟ تو میں آپ سے یہ عرض کروں، تھوڑا Background بتادوں، 1973 کا آئین نہ بنتا اگر اس وقت ولی خان صاحب آئین پر دستخط نہ کرتے۔ ہم نے اس وقت بھٹو صاحب سے کہا تھا کہ آپ ہمیں ہماری بجلی کی رائلٹی جو ہے، اس کا پرافٹ ہمیں دیں گے تو اس کے بعد جب دستخط ہوئے تو 1973 کا آئین بنا۔ اس کے بعد ہر پارٹی، جتنی بھی بیٹھی ہیں، تمام پارٹیوں کی 1973 سے لیکر 1990 تک حکومتیں تھیں۔ 1973 کے آئین میں جو لکھا تھا، بجلی کے پیسے، ایک ٹیڈی پیسہ مجھے بتائیں، تمام پارٹیاں جو اس وقت حکومتوں میں تھیں، کہ وہ لیکر آئیں تو میں اس ہاؤس میں کہتا ہوں کہ وہ غلط کہیں گے، ان کو بالکل ایک ٹیڈی پیسہ 1990 تک نہیں ملا تو ساری پارٹیاں جتنی بھی ہیں، جمعیت بھی، جماعت اسلامی بھی، مسلم لیگ بھی کافی سخت تھی مگر اے این پی نے اس وقت بھی سٹینڈ لیا کہ ہم حکومت میں نہیں جائیں گے جب تک ہمیں ہمارے پیسے نہیں ملیں گے، ہماری بجلی کے پیسے نہیں ملیں گے۔ تو جناب سپیکر صاحب، 1990 میں نواز شریف صاحب سے ہم نے معاہدہ کیا کہ ہم سب آپ کا ساتھ دیں گے کہ ہمیں بجلی کی جو رائلٹی ہے، وہ ہمیں بجلی کی آمدن دیں گے تو یہ فخر سے کہتے ہیں کہ ہم اس وقت حکومت میں شامل ہوئے جس وقت ہمیں چھ ارب روپے انہوں نے دیئے اور اس چھ ارب روپے کو، آج یہ کہتے ہیں کہ یہ اس کو Decap کیوں نہیں کیا گیا؟ آپ کو اتنے پیسے، آسمان پر بجلی کے ریٹس چڑھ گئے ہیں، انہوں نے تو ایک پیسہ بھی نہیں لیا تھا، ہم نے پھر بھی چھ ارب روپے اس وقت 1990 میں لیے اور آج بھی میں اس فلور آف دی ہاؤس پر کہتا ہوں کہ ہماری میٹنگز ہو رہی ہیں، انشاء اللہ،

انشاء اللہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہی حکومت ہو گی جو اس کو Decap کرے گی اور کوئی حکومت انشاء اللہ Decap نہیں کر سکتی، یہ پیسے۔ (تالیاں) ہمارا 595 بلین روپے کا دعویٰ تھا، اس وقت بھی ہمارا 595 آن ریکارڈ ہے۔ مفتی صاحب! میں نے فلور آف دی ہاؤس پر یہ کہا تھا کہ ہماری 595 ڈیمانڈ ہے، انہوں نے کمیٹی بنائی جس میں واپڈا کے لوگ بھی تھے اور ہماری گورنمنٹ کے بھی، گورنمنٹ کی طرف سے دو بندے ہم نے دیئے تھے، سینیٹر خورشید تھے اور ایک پتہ نہیں اور کوئی تھا، تو جب انہوں نے کمیٹی بنائی تو میں نے اس وقت بھی فلور آف دی ہاؤس پر بات کی تھی، آن ریکارڈ ہے کہ آپ نے جو بھی فیصلہ کیا، وہ پہلے صوبائی اسمبلی میں لائیں اور اگر صوبائی اسمبلی اس کو Accept کرے تو پھر آپ اس پر آگے جائیں ورنہ ہم نہیں مانیں گے مگر انہوں نے اس وقت فیصلہ کر لیا اور 110 ارب روپے انہوں نے فیڈرل گورنمنٹ کو کہا کہ ہمیں آپ پیسے دیں، 595 ارب کی جگہ 110 ارب روپے انہوں نے مانے، پھر پوچھتا ہوں کہ اس وقت ایک ٹیڈی پیسہ ان کی حکومت کے دو سال ہوئے، وہ ایک ٹیڈی پیسہ مرکزی حکومت سے لیکر نہیں آئے۔ جس وقت ہماری حکومت تھی، جس وقت ہم گئے پرائم منسٹر کے پاس تو میاں صاحب نے ٹھیک کہا کہ ہم شکر گزار ہیں مرکزی حکومت کے، ہم تمام وہاں گئے، ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی قیادت میں تمام ہمارے منسٹرز جتنے بھی تھے، وہاں گئے اور میں نے کھڑے ہو کر پرائم منسٹر ہاؤس میں پرائم منسٹر صاحب کے سامنے یہ کہا کہ 1973 کا آئین کہتے ہیں کہ Unanimously pass کیا، وہ ولی خان صاحب کی وجہ سے، جو میں نے پہلے بات کی، میں نے پرائم منسٹر ہاؤس میں بھی کی تھی اور میں نے کہا کہ ہماری گورنمنٹ نے فیصلہ کیا تھا، ایم ایم اے کی حکومت میں 110 روپے میں تو ہمیں ایک پیسہ بھی نہیں ملا، یہ عدالت میں گئے تھے، سپریم کورٹ میں، واپڈا سول کورٹ میں گیا تھا، ہم شکر گزار ہیں مرکزی حکومت کے کہ انہوں نے 10 ارب کا چیک ہمیں دیا کہ یہ آپ 110 ارب روپے میں 10 ارب روپے لیں اور ہر سال آپ کو 25 ارب روپے ہم دیں گے۔ وہ 10 ارب روپے ہم نے یہاں لا کر سرٹیفیکیٹ خریدے جو کہ ابھی بھی پڑے ہوئے ہیں۔ تو 10 ارب روپے اس وقت اللہ کے فضل سے میرے خیال میں کوئی 13 ارب روپے بن گئے اور اس پر Interest مل گیا اور یہ کہتے ہیں کہ وہ 25 ارب روپے کا حساب نہیں ہے۔ جناب سپیکر صاحب، خالی یہ دیکھیں کہ 2008 میں ہماری 28 ارب روپے کی اے ڈی پی تھی، آج میری 94 ارب روپے کی اے ڈی پی ہے، تو وہ پیسے ادھر تھے یا وہ پیسے کدھر گئے؟ آپ کہتے ہیں کہ 25 ارب روپے کہاں ہیں؟ تو ہمیں 25 ارب روپے ایک سال ملے، پھر دوسرے سال گورنمنٹ نے کہا، فیڈرل گورنمنٹ نے

کہ ہمارے پاس پورے پیسے نہیں ہیں، دو ارب روپے مہینہ کر کے 25 ارب انہوں نے دوبارہ دیئے۔ آج ہم فخر سے کہتے ہیں کہ وہ 110 ارب روپے سے 60 ارب روپے ہماری حکومت نے مرکزی حکومت سے حاصل کر لیے۔ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے 60 ارب روپے، ایک 25 ارب اور ایک 10 ارب روپے، پہلے تو ہمارے 110 ارب میں سے 60 ارب ہم نے وصول کر لیے اور یہ ہمیں کہتے ہیں کہ آپ نے ، گورنمنٹ نے وہ 'خپلہ خاورہ خپل اختیار' کیلئے کیا کیا ہے؟ جناب سپیکر صاحب، یہ پانچ سال انہوں نے حکومت کی ہے، جس وقت این ایف سی ایوارڈ کی بات تھی تو اس وقت یہ پولیٹیکل لوگ ہو کر وہ جرنیل صاحب سے اتنے متاثر تھے کہ اپنے اختیارات جرنیل صاحب کو دے دیئے کہ جی آپ فیصلہ کریں، ہم خود فیصلہ نہیں کر سکتے، تو اس نے یہ فیصلہ کیا کہ 57% مرکز کے پاس رکھا، 43% صوبوں کو دیا، انہوں نے وہ بھی مانا۔ میں کہتا ہوں آپ میں اتنا وہ کمال نہیں تھا کہ آپ نے ایک جرنیل کو اختیارات دے دیئے کہ آؤ فیصلہ کریں۔ ہماری گورنمنٹ نے، ہم فخر سے کہتے ہیں، 'خپلہ خاورہ خپل اختیار' کی بات ہم نے کی اور کرتے ہیں اور حاصل کیا ہے خدا کے فضل سے۔ یہ جو این ایف سی ایوارڈ پاس ہوا، اس میں ہم نے 57% صوبوں کیلئے لیا اور 43% مرکز کو چھوڑا، آج جو اربوں روپے ہمیں آ رہے ہیں مرکز سے تو اس وجہ سے آ رہے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب، آپ ذرا حساب کتاب کریں کہ ان کے دور میں 20 ارب روپے کی یا 25 ارب روپے کی ہماری اے ڈی پی تھی اور آج یہ 94 ارب روپے کی ہے تو یہ پیسے کہاں سے آ گئے؟ آج ہم یہ کہتے ہیں جی تنخواہیں نہیں بڑھیں، میں دعوے سے کہتا ہوں کہ پانچ سال انکی حکومت میں تنخواہیں اتنی نہیں بڑھائی گئیں جتنی ہماری حکومت نے ڈبل ان سے زیادہ بڑھائی ہیں۔ ہم نے ایک سال میں 50% زیادہ کی ہیں، یہ بتائیں کہ انہوں نے 50% کب انہوں نے Increase کی تھیں؟ اور یہ ہمیں کہتے ہیں کہ اسلام کے نام پر، انہوں نے تو ایم ایم اے کے نام پر اپنے لئے لیا تو اسلام کے نام پر یہ حکومت میں آئے تھے، وہ پانچ سال میں کتنا اسلام انہوں نے نافذ کیا؟ آج مجھے کہتے ہیں کہ 'خپلہ خاورہ خپل اختیار' میں نے تو بہت کچھ حاصل کیا، میں نے تو صوبے کا نام حاصل کیا۔ یہ آج کہتے کہ ہزارہ کی بات نہیں کرتے، میں یہ کہتا ہوں، میرے بزرگوں نے خالی نام کیلئے چودہ چودہ سال قید گزاری ہے، ہماری جائیدادیں ضبط ہوئی ہیں، ہم پر یہ الزام لگایا گیا کہ یہ پختونخوا جو ہے، یہ پختونستان کی بات کریں گے، یہ آزاد پختونستان کی بات کریں گے، ہم انہیں نام نہیں دیتے۔ اس کیلئے ہم نے چودہ چودہ سال قید گزاری ہے، ہمارے بزرگوں کی جائیدادیں ضبط ہوئیں، ہم نے بڑی جدوجہد کے بعد آج یہ نام خدا کے فضل سے لیا ہے مرکز سے اور مرکز

کے مشکور ہیں کہ انہوں نے ہمیں یہ نام دیا ہے۔ تو یہ آپ ذرا سا تکلیف تو کریں، ایک دس سال آپ خواری کریں، ہمیں Convince کریں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں، ہم پولیٹیکل لوگ ہیں، جو لوگ مانگتے ہیں ہم انہیں دیتے ہیں مگر یہ آئینی طریقے سے آئیں، آئینی طریقے سے یہاں آ کر قرارداد پاس کریں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا مگر یہ زبردستی کر کے یا یہ بات کر کے کہ "كه ستا ماته مخ وى نو زه به بله خبره وكړم"، یہ ہزارہ کی بات ہم بالکل کرتے ہیں مگر ہم نے 60 سال صرف خالی نام پر لیے تو خالی ایک دو مہینے میں یا ایک دو سال میں ان کو ہزارہ صوبہ مل جائے گا؟ اس کیلئے جدوجہد کرنا پڑے گی، ذرا مفتی صاحب جیل جائیں، مفتی صاحب اپنی جائیداد ضبط کرائیں، یہ ہزارہ کے لوگ، مہمان جو بڑے بڑے سوٹ پہن کے بیٹھے ہیں، یہ ذرا جیل جائیں، ذرا یہ جائیں، جیل جائیں، جائیدادیں ضبط کرائیں، اس کے بعد صوبہ ملے گا۔ نام کیلئے ہمیں اتنی تکلیف اٹھانا پڑی اور یہ بیٹھے بیٹھے ان کو صوبہ مل جائیگا؟ ویسے کبھی نہیں ملے گا۔ آپ جدوجہد کریں، اس کے بعد آپ کو ملے گا۔ جناب سپیکر صاحب، انہوں نے ہم پر الزام لگایا کہ آپ نے سکولز کم کر دیئے، آپ نے پرائمری سکولز کم کر دیئے، آپ نے ہائر سیکنڈری کم کر دیئے، سکولز کم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ لوگ سارے تعلیم یافتہ ہو گئے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب، افسوس کی بات یہ ہے کہ 19 سو سکولز، کروڑوں اس پر خرچ ہوئے ہیں، کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں، ہمارے صوبے میں 19 سو سکولز پر کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں، ایسے ہی پڑے ہوئے ہیں۔ ہم نے اس دفعہ یہ فیصلہ کیا کہ ہم اپنے جو پرانے سکولز ہیں، ان کو ہم پہلے Establish کریں، ان کیلئے ہم سٹاف دیں، 19 سو سکولز جو ہیں، وہ ہم اس دفعہ ان شاء اللہ ان کو Activate کریں گے اور ان کو ہم سٹاف دیں گے تاکہ یہ سکولز جن پر اربوں روپے لگے ہیں، یہ اربوں روپے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: ان کا مائیک آن کریں، ان کو بھی ایک ممبر صاحب نے ٹائم دیا ہے۔

<u>سینیئر وزیر (بلدیات)</u>: ہم نے کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ ہماری کم ہو، میں تو دعوے سے کہتا ہوں کہ ہمارا تو ایمان ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہم کلاشنکوف کی جگہ، ہمارا دعویٰ تھا کہ ہم لوگوں کو، اپنے بچوں کو قلم دیں گے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں، ہماری حکومت سے پہلے اس صوبے میں صرف نو یونیورسٹیز تھیں، پانچ سال حکومت رہی ہے، بتائیں انہوں نے نو میں کتنا اضافہ کیا تھا؟ آج میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہماری حکومت نے آٹھ یونیورسٹیاں اس صوبہ میں اضافہ کیا ہے، آٹھ یونیورسٹیاں (تالیاں) اور ان آٹھ یونیورسٹیوں میں، 64 سال میں پاکستان کی تاریخ میں نو

تھیں اور ہم نے اس صوبے میں صرف آٹھ یونیورسٹیاں Establish کی ہیں اور اگر یہ کہتے ہیں تو نام بھی میرے پاس لکھے ہیں، میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ پھر ساتھ عبدالولی خان یونیورسٹی کے آٹھ کیمپس بھی بنائے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آٹھ اور آٹھ سولہ یونیورسٹیاں ہم نے اپنے بچوں کیلئے بنائی ہیں۔ یہ ہمیں کہتے ہیں کہ آپ سکولوں کو کم کرتے ہیں، ہم تو سکولوں کو اگر حساب کریں تو جو ہم نے کام کیا ہے، وہ ہم دس گنا زیادہ وہاں پر کام کر رہے ہیں، ان سکولوں پر اور میں شکر گزار ہوں کہ سکولوں کیلئے، انہوں نے کہا کہ بلاسٹس ہوتے ہیں یا یہ ہوتے ہیں، لندن، ناروے، یورپین یونین، USAID، دوسرے کئی ممالک نے اربوں روپے ہمیں سکولوں کیلئے دیئے ہیں جو ہم ان شاءاللہ Establish کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب، ہم پر اعتماد کرتے ہیں، عموماً لوگ کہتے ہیں کہ جی صوبائی حکومت پر باہر کے ملک اعتماد نہیں کرتے، بتائیں کہ ان کے دور میں کتنی Aid آتی تھی اور کتنے قرضہ جات آتے تھے؟ ہمارے ہاں خدا کے فضل سے بجٹ میں آج دیکھیں تو 84% ہمیں Aid ملی اور 16% ہمیں Loan ملا ہے۔ باہر کے لوگ ہماری گورنمنٹ پر اتنا اعتماد کرتے ہیں کہ انہوں نے 84% ہمیں امداد دی اور 16% صرف Loan ہم نے لیا ہے، یہ اس حکومت کی خدا کے فضل سے کارکردگی ہے۔ میں ان کو کہتا ہوں کہ آپ خدا کیلئے ذرا آنکھیں کھول کر پڑھیں بجٹ کو، ہمارے ایک بزرگ نے کہا کہ جی درانی صاحب نے یہاں فرمایا تھا کہ این ڈبلیو ایف پی لکھا ہوا ہے کاغذوں پر، یہ فخر ہے ہمارے لئے کہ ہم نے ایک پیسہ بھی گورنمنٹ کا غریب عوام کا ضائع نہیں کیا، جس وقت ہم نے پختونخوا نام رکھا تو اس وقت ہم نے Estimate بنایا تو چار ارب روپے خرچ ہوتے تھے، اگر ہم یہ سارے Documents چینج کرتے، ہم نے کہا ایک Document چینج نہیں کریں گے، جتنی ہمارے پاس سٹیشنری ہے، یہ ہم Use کریں گے اور ہم نے وہ پیسے بچائے اور آج ہم سے گلہ کرتے ہیں کہ این ڈبلیو ایف پی لکھا ہے، اسی لئے لکھا ہے کہ وہ پیسے ہمارے ضائع نہ ہوں اور ہماری حکومت آج بھی وہی این ڈبلیو ایف پی، آج بھی یہاں کتابوں پر لکھا ہے (تالیاں) مگر یہ اس بات کو نہیں دیکھتے اور صرف یہ Objection برائے Objection کی بات کرتے ہیں۔ ہم نے رائلٹی کی بات، آپ یہ جو کہتے ہیں کہ آپ نے کیا حاصل کیا؟ 2004-05 میں گیس کی آمدن سے 48 کروڑ روپے ان کو پہلے آئے تھے، آج اللہ کے فضل سے 48 کروڑ سے، یہ ہمارے جنوبی اضلاع والوں کو 5% دے رہے تھے، آج اللہ کے فضل سے ہماری آمدن جو ہے، وہ 2011-12 میں 18 بلین روپے ہے اور اگلے سال ہماری انشاءاللہ Expectations جو ہیں، وہ 22 بلین سے بھی زیادہ ہیں تو ہم 5% نہیں 10% دے رہے ہیں

جنوبی اضلاع کو اور اس سے زیادہ حکومت کیا کر سکتی ہے؟ اور ہمارے بھائی نے بات کی ہائیڈل جنریشن کی، میں ان کو یہ تسلی دیتا ہوں کہ ان شاء اللہ ہماری حکومت اس پر غور کر رہی ہے، ان شاء اللہ کوشش کریں گے کہ اسی سال ان کو 10% ہائیڈل جنریشن میں بھی دیں گے۔ (تالیاں) جناب سپیکر صاحب، انکی حکومت میں زلزلہ آیا تھا، میں پوچھتا ہوں، وہ ڈالر آئے اور کدھر گئے ابھی تک؟ یہ تو ہمارے ادارے کے لوگ پتہ نہیں کیوں بات نہیں کر سکے، وہ زلزلے کے پیسے کدھر گئے، کتنی ان سے آبادی ہوئی؟ میں فخر سے کہتا ہوں کہ جب سیلاب آیا تو پانچ دن عید کے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے گھر میں نہیں گزارے اور ہم گئے ہر جگہ پر، سارے صوبے میں، کوہستان تک گئے، ہر ایک بندے کو تین تین لاکھ روپیہ ہم نے دیا جوان کیلئے ہم نے اعلان کیا تھا۔ ہم نے عید گھر پر نہیں گزاری، ہم نے لوگوں کے پاس جا کر گزاری تھی۔ ان لوگوں سے پوچھیں کہ انہوں نے پانچ سال حکومت کی، آپ لوگوں نے کتنے لوگوں کو Compensate کیا تھا؟ یہ ہماری حکومت ہے جو خدا کے فضل سے یہ کامیابی ہوئی اور ہم نے لوگوں کو Compensate بھی کیا۔ جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

<u>ایک آواز</u>: ملازمین۔

<u>سینیئر وزیر (بلدیات)</u>: Sacked ملازمین کی بات کی انہوں نے، Sacked ملازمین تو جناب سپیکر صاحب، وہ تو 97-1996 میں Sack ہوئے تھے، 96-1995 میں نواز شریف کی حکومت میں تو انہوں نے پانچ سال حکومت کی، کیوں ان کو بحال نہیں کیا؟ آج مجھے کہتے ہیں، آج مجھے کہتے ہیں، آج مجھے کہتے ہیں کہ دھوکہ دے رہے ہیں، آپ نے کیوں نہیں کیا؟ پانچ سال حکومت تھی، آپ اس وقت Sacked ملازمین کو بحال کرتے مگر اس وقت ان کو یہ خیال نہیں تھا کہ یہ غریب لوگ ہیں، ان کیلئے کچھ، ہمیں کہتے ہیں؟ میں دعوے سے کہتا ہوں، فلور آف دی ہاؤس پر کہتا ہوں کہ ان شاء اللہ ان کیلئے ہم قانون سازی لائیں گے، ہم نے اس کو آخری میٹنگ تک، اس کی ہو گئی ہے، اس میں کچھ پرابلمز جو ہیں، وہ یہ ہیں کہ جن لوگوں کی Age جو ہے وہ بہت زیادہ ہو گئی ہے تو 97-1996 میں جب ان کو ہٹایا گیا تو اس حساب سے 2012 میں ان کی Age اتنی زیادہ ہو گئی ہے کہ دوبارہ انکی Appointment نہیں ہو سکتی تو اس وجہ سے ہم نے اس کو Vetting کیلئے لاء ڈیپارٹمنٹ بھیجا ہے۔ ہم یہاں پر اسمبلی میں لائیں گے، اس کیلئے قانون بنائیں گے، One time relaxation دیں گے اور ان کو ان شاء اللہ یہی حکومت 30% ان کو ان شاء اللہ میں فلور آف دی ہاؤس کہتا ہوں کہ یہی حکومت ان کو بحال کرے گی۔ (تالیاں)

ٹوارزم کی بات انہوں نے کی، ہماری حکومت نے خدا کے فضل سے کاغان ڈیویلپمنٹ اتھارٹی جو ہے، اس کو Activate کر لیا ہے، ہم کوہستان ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کے بارے میں بھی غور کر رہے ہیں کہ ہم اس کو بنائیں اور اس کیلئے بھی لوگوں کو، ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جو۔۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر محترم سینیئر وزیر کا مائیک بند ہوا)

جناب سپیکر: یہ مائیک ذرا آن کریں، ایک پانچ منٹ اور دیدیں۔ جی بسم اللہ، بشیر بلور صاحب کا مائیک آن کریں۔ یہ رحیم داد خان کی سیٹ کا مائیک آن کریں، ساؤنڈ سسٹم کا کیا مسئلہ ہے؟ بولیں جی، بغیر مائیک کے بولیں۔

(تالیاں)

سینیئر وزیر (بلدیات): بجلی کی لوڈ شیڈنگ کا مسئلہ ہے، اس میں یہ 2001-09-07 میں پرویز مشرف نے Earth breaking کی تھی، یہ ملاکنڈ والے کی۔ 2008 اور 2003 میں چیف منسٹر درانی صاحب نے Civil work اس کا سٹارٹ کیا تھا، 2007-08-28 کو درانی صاحب نے Waterway کیلئے سٹارٹ کیا تھا اور یہ فخر سے میں کہتا ہوں کہ ہمارے دور میں یہ بجلی جو ہے، یہ ہم نے Grid کو دی ہے تو وہ تاریخ تھی 2008-11-01، ہم نے دی تھی اس وقت، ہم بجلی کیلئے کہتے ہیں کہ آپ نے کیا کیا؟ میاں صاحب نے بھی کہا کہ 21 سو میگاواٹ بجلی کیلئے Proposal تیار ہے، ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک بحرین کا افتتاح کیا ہے، تقریباً 40 میگاواٹ بجلی کیلئے، ان شاء اللہ Next month وزیر اعلیٰ صاحب جائیں گے، دو ہائیڈل جنریشن کیلئے ہم Ground breaking کریں گے، ایک لاوی میں اور ایک مٹلتان میں اور اس کے ساتھ ہم ان شاء اللہ دو اور بھی اسی سال کوشش کریں گے کہ کریں۔ اس کیلئے ہم نے 21 سو میگاواٹ کی جو بات کی ہے، اس میں 330 ارب روپے خرچ ہونگے جو کہ یہ کہتے ہیں کہ کہاں رکھے ہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ یہ جو ہمارے پیسے اللہ کے فضل سے، یہ جو خدا نے ہم پر مہربانی کی، ہم پہلے روتے تھے، بڑی بات یہ کہتے تھے کہ ہمیں خدا نے پانی دیا ہے، ہمیں خدا نے پہاڑ دیئے ہیں، ہم ایک بند بنائیں گے تو ہمیں جنریشن ملے گی، آج اللہ نے ہم پر اتنا کرم کیا ہے کہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر یہ دہشتگردی نہ ہوتی، اس وقت اگر حالات ٹھیک طریقے سے کنٹرول کر لیتے تو آج میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہمارا صوبہ جو ہے، کراچی میں جو ہمارے غریب لوگ وہاں مر رہے ہیں، وہ آج سارے اپنے صوبے میں ہوتے اور اربوں روپے جو ہمارے تیل اور گیس سے حاصل ہوتے ہیں تو ہم ان کو یہاں Settle کر سکتے۔ اب خدا

کرے کہ ہمارے یہ دہشتگردی کے حالات ٹھیک ہوں تو جیسا اللہ کا فضل ہے، ہو رہا ہے، اگر ہو تو ان شاء اللہ اتنی گیس اور اتنا تیل، آج 40ہزار بیرل تیل جو ہے، وہ فیڈرل کو وہاں دے رہے ہیں، ہم گیس اتنی پیدا کر رہے کہ ہم اگر 100 کیوبک فٹ گیس پیدا کریں تو 33 ہم استعمال کرتے ہیں، 66 ہم پنجاب کو دے رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ جھوٹ کہتے ہونگے، آپ Calculate نہیں کرتے، آپ کا حساب کتاب ان کے ساتھ نہیں ہے۔ میں ان کو یہ تسلی دیتا ہوں کہ ہمارا حساب کتاب ان کے ساتھ ہے اور حکومت نے فیصلہ بھی کیا ہے کہ جہاں سے تیل اور گیس نکلتی ہے، وہاں بھی ہم اپنا ایک نمائندہ بٹھائیں گے اور جو تیل اور گیس کی آمدن کا وہاں اسلام آباد میں حساب ہوتا ہے، وہاں بھی ایک ہمارا اڈائریکٹر موجود ہوگا جو کہ ہمیں پتہ چلے گا کہ کتنی گیس اور کتنا تیل آیا اور کتنی گیس اور کتنے تیل کی آمدن ہوئی ہے؟ اور یہ 18th amendment پاس ہوئی ہے، خدا کے فضل سے یہ پختونخوا نام کی برکت ہے کہ آج ہمیں 50% وہ انکم جو ہے وہ گیس اور تیل سے آرہی ہے، پہلے ایسا کبھی بھی نہیں تھا، یہ پختونخوا اور 18th amendment کی برکت ہے کہ آج ہم وہ، جیسا کہ ہم نے ہائی کورٹ تک کی بات کی تھی کہ پہلے ہمارا صوبہ وہ استعمال کرے گا، اگر ہم Self sufficient ہونگے تو اس کے بعد فالتو ہم دینگے۔ یہ پختونخوا اور 18th amendment کی برکت کی وجہ سے آج ہم یہ دعویٰ کر سکتے ہیں، آج ہم ہائی کورٹ بھی گئے تھے اور ہم نے یہ کہا کہ گیس ہماری ہے، ہم جب تک اپنے لوگوں کو پوری نہیں کرینگے تو ہم باہر نہیں دینگے۔ ہائی کورٹ نے ہمارے حق میں فیصلہ کیا ہوا ہے۔ اسی طرح ہم نے جو کچھ حاصل کیا ہے، یہ ہمیں پتہ ہے کہ ایک ایک پیسے کا حساب ان کے ساتھ ہم کرنے کیلئے تیار ہیں اور ہم نے اللہ کے فضل سے، ہم نے 50 کنال اراضی، 50 کنال زمین ہم نے شوکت خانم کو دی ہے۔ ہمارے صوبے میں لوگوں کو کینسر کی بڑی زیادہ تکلیف ہے، ہم نے معلومات کی ہیں کہ شوکت خانم میں تقریباً ہمارے صوبے کے لوگ زیادہ جاتے ہیں، پشاور سے جانا اور یہ تمام ہمارے جنوبی اضلاع سے جو آدمی چترال سے لاہور جاتا ہے تو ان کو تکلیف ہوتی ہے، لاہور کے بعد پہلا صوبہ ہمارا ہے کہ ہم نے 50 کنال زمین شوکت خانم کو Free دی ہے اور تقریباً 1.5 بلین روپے کی زمین ہے اور اسکے ساتھ ہم نے پانچ کروڑ روپے ان کو دیئے اور ہم نے پھر ان کو بلایا، ہم نے کہا کہ ہم نے آپ کو زمین دی ہوئی ہے، ہم نے آپ کو پیسے دیئے اور آپ نے ابھی تک کام شروع نہیں کیا۔ انہوں نے آکر وزیر اعلیٰ صاحب کو بریفنگ دی تو انہوں نے کہا جی ہم ان شاء اللہ یکم ستمبر سے یہ شوکت خانم پر کام شروع کرینگے اور ہم 1.4 بلین روپے اس پر خرچ کرینگے، انہوں نے کہا کہ دو سال کے اندر ان شاء اللہ یہ ہاسپٹل بنے گا اور

انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم شوکت خانم سے ان شاء اللہ بڑا ہسپتال جو ہے وہ ہمارے صوبے میں بنے گا اور انہوں نے یہ بات کہی کہ جب ہم کراچی گئے تو ہمیں ایسی زمین ملی جہاں پر نہ Light تھی، نہ روڈ تھا، نہ گیس تھی، ہم شکر گزار ہیں صوبائی حکومت کے کہ جس نے ہمیں ایسی جگہ پر دی کہ وہاں پر گیس بھی ہے، بجلی بھی ہے، روڈ بھی ہے، اسی لئے ہم سب سے پہلے آپ کے اس پختونخوا میں یہاں ہاسپٹل شروع کر رہے ہیں تو یہ سب سے بڑا، ہمارے صوبے میں اللہ کے فضل سے ہم نے کیا اور پھر سب سے بڑی بات ہے جو ہم نے Point out کی ہے، ہمارے غریب لوگوں کیلئے ہماری ایک سکیم ہے، 'باچا خان خپل روزگار سکیم' کے بارے میں ہمارے بھائی نے کہا کہ وہ جی ایک ارب پہلے سال دیا تھا، ایک ارب دوسرے سال دیا تھا، ایک ارب اب دیا تو 1.75 بلین روپے کہاں گئے؟ مفتی صاحب! یہ Circulation میں ہیں، پہلے ایک ارب تھا، اب وہ دو ارب اور پھر تین ارب اور ہم یہ دعوے سے کہتے ہیں کہ باچا خان خپل روزگار سکیم جب میرے وزیر خزانہ صاحب بات کر رہے تھے تو یہاں شیر پاؤ خان جو ہے وہ ہنس رہے تھے، میں فلور آف دی ہاؤس کہتا ہوں کہ اگر اس میں ایک ٹیڈی پیسہ کہیں اگر سیاسی بات یا کسی کی سفارش کی بات ہو تو اس کا میں ذمہ دار ہوں، فلور آف دی ہاؤس پہ یہ کہتا ہوں، یہ بغیر سیاست، بغیر کسی سفارش کے ہم نے کہا First come اور First serve کو دیں، چاہے کوئی بھی ہو، چاہے پیپلز پارٹی کا ہو، نیشنل کا ہو، ہمارے صوبے کا باشندہ ہو، ان کو دیں، کوئی سفارش نہ مانیں۔ تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ سب سے بہترین پروگرام ہے جس کا ہمیں 99.5% جو ہے، Return آیا ہے، وہ Return بار بار لوگوں کو ملے گا، یہ نہیں کہ وہ پیسے کدھر گئے؟ وہ بینک میں ہیں اور بینک میں Routine پہ آتے رہینگے۔ وہ ایک دفعہ ہم نے ایک ارب، دو ارب، تین ارب، اگر یہ ہماری سکیم کامیاب رہی تو یہ ان شاء اللہ ہماری حکومت کے Next session میں بھی ہوگی، ان شاء اللہ تب بھی ہم ایک ارب روپے اور بھی دینگے۔ (تالیاں) جناب سپیکر صاحب، یہ ہنر مند سکیم پہ ہم نے، جو لوگ ہنر مند تھے، ان کیلئے حالات ایسے تھے، وہ جو ہمارے مسگر ہیں، ہمارے جو غریب لوگ ہیں جو ویلڈنگ جانتے ہیں اور ویلڈنگ کا کام ان کا نہیں ہے، ان کیلئے ہم نے سکیم شروع کی ہے۔ میاں صاحب ان کو اب ہر روز اخبار میں پڑھتے ہونگے، ہم ان کو چیک دیتے ہیں تاکہ ان لوگوں کو بھی اپنا روزگار مل سکے۔ جناب سپیکر صاحب، ہم نے 'ستوری د پختونخوا' سکیم شروع کی، 'ستوری د پختونخوا' میں، ان کی پانچ سال حکومت تھی، بتائیں انہوں نے کونسی ایسی بات کی تھی؟ ہم نے کہا کہ جتنے بھی ہمارے بورڈز ہیں، ایجوکیشن بورڈز ہیں اور جتنے بھی وہاں پبلک سکولز ہیں، پرائیویٹ نہیں سرکاری سکولوں میں جو

ہمارے میٹرک میں ہر بورڈ میں دس جو Top کے بچے ہونگے یا بچیاں ہونگی اور جو آگے پڑھائی کرنا چاہتے ہونگے تو ان کو One time نہیں 15 ہزار روپے Per month جب تک وہ تعلیم کرینگے، ان کو ہماری گورنمنٹ، صوبہ پختونخوا کی گورنمنٹ ان کو پیسے دیگی۔ جناب سپیکر صاحب، ایک ہر مہینے 15 ہزار روپے بتائیں کہ انہوں دیئے تھے؟ (تالیاں) ایجوکیشن کیلئے خدا کے فضل سے ہم نے سب کچھ کیا ہے۔ اس کے بعد ہم نے ایف اے پاس لوگوں کیلئے، ایف اے پاس لوگوں کیلئے ہم بچیوں اور بچوں کیلئے 20 ہزار روپے Per month دینگے، 'ستوری د پختونخوا' پر، ہمارے جتنے بورڈز ہیں، ان میں جتنے بچے پاس ہونگے تو ان کو ہم دینگے، دس دس بچوں کو۔ جناب سپیکر صاحب، یہ ہماری بات کرتے ہیں ایجوکیشن کی، تورغر ہمارا ایک نیا ضلع ہے، اس میں ہماری طالبات جو ہیں، ایک بھی بچی نے وہاں سے میٹرک پاس نہیں کیا، ہماری حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم ڈھائی سو بچیوں کو جو وہاں پر میرٹ پہ آئیں گی، ان کو ہم 15 سو روپے مہینہ پرائمری سے لیکر پانچویں جماعت تک دینگے اور پانچویں سے لیکر میٹرک تک دو ہزار روپے مہینہ دینگے۔ جناب سپیکر صاحب، بتائیں کسی گورنمنٹ نے یہ کیا ہے؟ پھر کوہستان ہمارا، کوہستان میں بھی ہماری ایجوکیشن اتنی زیادہ نہیں ہے، اس کیلئے ہم نے ڈھائی سو، پانچ سو بچوں کو میرے خیال میں ڈھائی سو یا پانچ سو مجھے صحیح یاد نہیں ہے، ہم نے ان کیلئے رکھا ہے کہ جتنے بھی بچے ہمارے جو میٹرک، مڈل، پرائمری سے جائینگے میٹرک تک دو ہزار روپے مہینہ ان کو یہ حکومت دیگی۔ ہم نے ایجوکیشن کیلئے اتنا کچھ کیا، بتائیں پانچ سالوں میں انہوں نے بغیر حسبہ بل کے کوئی نہ اسلام لائے، نہ اور کوئی کام کر سکے۔ جناب سپیکر صاحب، ہم نے بینظیر سپورٹ پروگرام میں ایک ارب روپیہ رکھا ہے، جتنے بھی کینسر کے مریض ہیں، یہ ہیپاٹائٹس کے جتنے بھی مریض ہیں، سارے صوبے میں ان کا فری علاج ہوگا، تقریباً 30 ہزار لوگوں کا ہم ہیپاٹائٹس میں فری علاج کرائینگے، جو غریب ہوگا، اس کا فری علاج ہوگا۔ بتائیں انہوں کبھی ایسا کیا؟ ہم نے کینسر کیلئے بیگم نصرت بھٹو سروس کے نام سے ایک ارب روپے، اس کیلئے 50 کروڑ روپے رکھے کہ جو کینسر کے مریض ہیں، غریب لوگ ہیں تو ان کیلئے بھی ہم فری علاج کرائیں۔ اس حکومت نے جو کارنامے کئے ہیں، خدا کے فضل سے یہ سنہری حروف سے لکھے جائینگے۔ جناب سپیکر صاحب، میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جو کچھ اس حکومت نے کیا ہے، پہلے کسی حکومت نے نہیں کیا۔ ہم نے چشمہ لفٹ بینک کا، چشمہ لفٹ کینال کی انہوں نے بات کی ہے، فیڈرل گورنمنٹ نے 1.5 بلین روپے رکھے ہیں۔ پہلے ہمارے وزیر اعظم صاحب نے وعدہ کیا تھا، یہاں تشریف لائے تھے کہ ایک پراجیکٹ

بتائیں، ہمارے ڈیرہ میں کسی کی بھی زمین نہیں ہے مگر ہم پر اللہ نے اتنی مہربانی کی ہے کہ بجلی میں ہم Self sufficient ہیں، گیس میں ہم اللہ کے فضل سے ایکسپورٹ کر رہے ہیں پاکستان میں، تیل ہمارے پاس اللہ کا شکر ہے اتنا ہے کہ ہم پاکستان میں دے رہے ہیں۔ ہماری صرف جو تکلیف آٹے اور گندم کی وجہ سے ہے، ہم نے ان کو کہا کہ صرف ایک چشمہ لفٹ کینال ہمیں دے دیں تو اس سے یہ ہماری 11 ہزار ایکڑ زمین جو ہے، 11 لاکھ ایکڑ زمین آباد ہو گی تو ہم ان شاء اللہ اس میں بھی خود کفیل ہو جائینگے۔ انہوں نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا، ہم نے ایک پراجیکٹ کی بات کی تھی، جب 18th amendment آئی، این ایف سی ایوارڈ، نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ پاس ہوا، پیسے ہمیں ملے، 1% جو دہشت گردی کا ملا، ہمیں وہ Foreign aid میں سے نہیں ملا، یہ ہم شکر گزار ہیں مرکزی حکومت کے، تینوں صوبوں کے جنہوں نے مہربانی کی اور ہمیں 1% فالتو دیا تاکہ دہشت گردی کے جو آپ لوگ، یہ Foreign کے پیسے نہیں ہیں، ہمارے اپنے پاکستان کا جو بجٹ ہے اسمیں سے ملے ہیں، ہم نے کہا جی ہمیں صرف ایک کینال دے دیں، 70 بلین روپے اس پر خرچہ تھا تو ہم نے کہا کہ اتنے پیسے تو ہم Afford نہیں کر سکتے، انہوں نے بھی کہا کہ آپ خود کریں، ہم نے آپ کو اتنے پیسے دے دیئے ہیں، اب ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔ اس وقت بھی ہم نے ان سے کہا کہ آدھے پیسے آپ دیں، آدھے پیسے ہم دینگے۔ اب وہ مرکزی حکومت نے میرے خیال میں 1.5 بلین روپے رکھے ہیں ان شاء اللہ، اگر انہوں نے پیسے رکھے ہیں تو ہم بھی رکھیں گے اور خدا کے فضل سے Next government ہماری آئے گی تو وہ ہم گندم میں بھی ان شاء اللہ اس صوبے میں خود کفیل ہونگے۔ (تالیاں) جناب سپیکر صاحب، میرے بھائی نے بلامبٹ ایریگیشن سکیم کے بارے جو کچھ کہا، میرے پاس ابھی یہ ڈیپارٹمنٹ والوں نے لکھ کر بھیجا ہے: 19-03-2011, which has been completed, honourable Chief Minister, Khyber Pakhtunkhwa has already inaugurated and fully operationalized، اب یہ مفتی صاحب دیکھ لیں کہ انہوں نے لکھ کر دیا ہے کہ یہ 2011 میں Complete ہے اور اس کا وزیر اعلیٰ صاحب نے جا کر افتتاح بھی کیا ہے، تو کیسے وہ Incomplete ہو سکتی ہے؟۔۔۔۔۔

<u>مفتی کفایت اللہ</u>: جناب، یہ جو آپ کو چٹ دے رہے ہیں نا۔۔۔۔۔

<u>سینیئر وزیر (بلدیات)</u>: نہیں، تو وزیر اعلیٰ صاحب نے جا کر افتتاح پھر کیسے کر لیا ہوگا؟ No cross talking, contact the Chief Minister، یہ آپ پھر بتائیں، آپ۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: آپ مفتی صاحب! اس وقت۔۔۔۔۔

سینیئر وزیر (بلدیات): دیکھیں آپ کٹ موشنز میں بیشک بات کریں، ہم اس کا پھر بھی جواب کٹ موشنز میں دینگے مگر مجھے جو ملا ہے جو وہ کہتے ہیں کہ 2011 میں اس کا وزیر اعلیٰ صاحب نے افتتاح بھی کیا ہے اور یہ Functional ہے۔ جناب سپیکر صاحب، میں ان سے عرض کرتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے یہ جو دہشت گردی کا ہم نے مقابلہ کیا ہے، ہمارے چار پانچ سو ورکرز شہید ہوئے ہیں، ہمارے میاں صاحب کا ایک ہی بیٹا تھا، وہ شہید ہوا ہے، ہمارے دو ایم پی ایز، ہمارے یہاں دو ایم پی ایز شہید ہوئے ہیں، ہم نے اتنی قربانیاں دی ہیں، ہم نے صوبے کیلئے اس ملک کیلئے سارے پاکستان کیلئے ہم نے قربانیاں دی ہیں اور اللہ کے فضل سے ہم نے آج جو حاصل کیا ہے، وہ یہی حاصل کیا کہ ہم نے 28 ارب روپے کو 94 ارب تک اپنی اے ڈی پی لائی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ اے ڈی پی کا فائدہ کیا ہوتا ہے؟ یہ جب کنسٹرکشن ہو گی تو اس میں ہزاروں لوگوں کو روزگار ملے گا۔ اس میں ہم نے جو ہائیڈل جنریشن کیلئے پیسے رکھے ہیں، وہ بھی پڑے ہوئے ہیں، آپ کہتے ہیں جی، وہ جب 21 سو میگاواٹ بنائیں گے تو پیسے کہاں سے آئینگے؟ پیسے خدا کے فضل سے اللہ نے ہمیں جو تیل اور گیس دی ہے، اس میں سے آئینگے۔ ہمارے جو پیسے مرکزی حکومت کے پاس ہیں، اس میں سے آئینگے اور جو چھ بلین روپے ہیں، اسکو ہم کرینگے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ ہمارا پانی جو ہے، وہ پنجاب استعمال کر رہا ہے، آپ کی پانچ سال حکومت تھی، آپ نے اس پانی کیلئے کسی سے بات کی؟ ہم نے خدا کے فضل سے سنٹرل حکومت سے بات کی ہوئی ہے اور ہماری آخری میٹنگ ہونے والی ہے جس میں ہم نے ان کو کہا کہ ہمارے پانی کے جو پیسے ہیں، وہ مہربانی کر کے ہمیں اس کی رائلٹی دیں، اگر ہمیں وہ لفٹ بنک کینال جب تک نہیں بنا کر دیتے تو ہمیں پانی کی رائلٹی کے پیسے دیں۔ ہم نے جو کچھ اس صوبے کیلئے کیا، ہم فخر سے کہتے ہیں کہ 'خپلہ خاورہ خپل اختیار' ہم نے حاصل کیا ہے۔ آخر میں میں آپ سب کا شکر گزار ہوں جناب سپیکر صاحب، آپ کا بھی اور صرف ایک شعر آپ کی نذر کرتا ہوں:

ے زور هسې پیغور شي چې همت ورسره مل نه شي
ورک هغه مشال شه چې تیاره شي او دے بل نه شي

ډیره مننه۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: جناب کشور کمار۔

جناب محمد زمین خان: جناب سپیکر! ایک منٹ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کشور کمار۔ اقلیتوں کا بھی تھوڑا حق بنتا ہے، ان کو بھی بولنے دیا جائے۔

جناب کشور کمار: شکریہ جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب محمد زمین خان: جناب سپیکر صاحب! یو منٹ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں کل کا دن ہے، چار دن اور ہیں، چار نہیں پندرہ دن اور ہیں۔

جناب کشور کمار: شکریہ جناب سپیکر صاحب کہ اقلیت کا بھی حق نظر آ گیا اور ہم یمنارٹی میں ہیں تو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں مجھے سب نظر آتے ہیں لیکن آپ کے بڑے بزرگ جب بولنا شروع ہو جاتے ہیں تو کون روک سکتا ہے؟

جناب کشور کمار: سر جی سب سے پہلے نام ہم نے جمع کرایا تھا، سب سے آخر میں سپیچ بھی ہم کر رہے ہیں، خیر دیر آید درست آید۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اور کل سے میں، کل سے اس کو دو شفٹ کر رہا ہوں، کل سے دو شفٹ ہونگے، صبح بھی ہو گا اور شام کو بھی اجلاس چلے گا۔

جناب کشور کمار: سر جی، سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ ہمایوں صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں، لوگ تو کہہ رہے ہیں کہ پانچواں بجٹ ہے لیکن میں اس کو دیکھتا ہوں کہ یہ دسواں بجٹ ہے جو جمہوریت کی فتح ہے کیونکہ پچھلی جمہوری حکومت نے بھی مسلسل پانچ بجٹ پیش کئے اور یہ بھی مسلسل پانچواں بجٹ اس جمہوریت کا ہے مگر یہ دسواں بجٹ جمہوری حکومت کا ہے، تو یہ اس جمہوریت کی سب سے بہت بڑی فتح ہے۔   (تالیاں)   ویسے باتیں تو بہت ہوئی ہیں لیکن میں ڈائریکٹ بجٹ کی طرف آتا ہوں، ہر بندے نے ہر ڈیپارٹمنٹ پر بول لیا لیکن ہمارے ڈیپارٹمنٹ پر کوئی نہیں بولا، یمنارٹی پر، اب بتاتا ہوں کہ وہ ڈیپارٹمنٹ کیسا ہے، یہ منسٹری نہیں ہے، ذرا آپ ڈیپارٹمنٹ ہی سمجھ لیں۔ سر، یہ ٹوٹل بجٹ کا جو حجم بتایا گیا ہے، یہ 303 ارب روپے اور اس میں سے جو ترقیاتی بجٹ رکھا گیا، اے ڈی پی، صفحہ نمبر 12 پہ ہے، اس میں بتایا گیا ہے کہ اے ڈی پی 74 ارب روپے ہے لیکن بشیر صاحب فرما رہے تھے کہ 94 ارب روپیہ ہے لیکن جو لکھا گیا ہے، 74 ارب روپیہ لکھا گیا ہے، اے ڈی پی ہماری 74 ارب روپے کی ہے۔ اگر اس میں یمنارٹی کیلئے بھی Ratio نکالیں، اگر 1% بھی رکھیں تو ہمارا جو حق بنتا ہے اس پہ، 74 کروڑ چلو مان لیا، 1% نہیں جو پورے ہمارے ملک کی شرح نکالی گئی، پورے ملک میں 5% ہے لیکن ہمارے صوبے میں ہمیں بتایا گیا 0.5 ہے۔ آپ چلو 0.5 کو بھی لے لیں تو اس میں بنتا ہے، اس کا بھی آدھا کر لیں تو کم از کم 37 کروڑ اور میں میڈیا کی بھی توجہ چاہونگا اس طرف، اس بجٹ بک میں بتایا گیا ہے کہ گیارہ منصوبوں کیلئے اقلیت کیلئے

10 کروڑ دیا گیا ہے اور آپ لوگوں نے بھی Highlight کیا تھا لیکن یہ 10 کروڑ نہیں ہیں، یہ 5 کروڑ 60 لاکھ روپیہ ہے کیونکہ یہ گیارہ منصوبے ضرور ہیں لیکن گیارہ منصوبے اقلیت کیلئے نہیں ہیں، سات منصوبے اقلیت کیلئے ہیں اور چار منصوبے مدارس کیلئے ہیں۔ اگر آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ مدارس ینارٹی میں آتے ہیں تو پھر تو ٹھیک ہے، 4 کروڑ 43 لاکھ Something یہ مدارس کیلئے ہیں، ینارٹی کیلئے جو رکھا گیا ہے وہ 5 کروڑ 60 لاکھ روپیہ ہے تو اس Figure کو ذرا Correct کرلیں، یہ 10 کروڑ نہیں ہے اور اس 5 کروڑ 60 لاکھ میں سے بھی جو ترقیاتی کام ہیں، اس میں صرف ایک کروڑ روپیہ ہے۔ اب ہمارا ایریا دیکھیں سر، ٹانک، ڈی آئی خان سے لیکر چترال، کوہستان تک ہمارا حلقہ ہے اور ہمیں دیا گیا ہے ترقیاتی فنڈ کیلئے ایک کروڑ روپیہ اور جب ہمیں سکیمیں دیتے ہیں تو ماشاء اللہ ہمارا ڈیپارٹمنٹ، ہماری منسٹری اتنی تیز ہے کہ پچھلے سال کا بجٹ ابھی تک ہم Use نہیں کرسکے، یہ 30 جون کو ختم ہونے والا ہے۔ سکیمیں ہم جمع کراتے ہیں جولائی میں اور جو اس کی DDWP کی میٹنگ جو ہوتی ہے، وہ ہوتی ہے فروری مارچ میں، اتنا تیز ہمارا محکمہ ہے اور اسکا جب ٹینڈر لگتا ہے، وہ لگتا ہے مئی میں تو کہاں اور کونسا کام ہوگا، مجھے یہ بتائیں؟ اب جو پچھلی دفعہ ہمیں جو کچھ ملا بھی ہے، کم ملا ہے۔ اس میں بھی پیسے Lapse ہونے جارہے ہیں کیونکہ کوئی ٹھیکیدار اس ٹینڈر کو لینے کو تیار نہیں ہے کیونکہ 30 جون تک کیسے کام Complete کریں گے؟ تو یہ زیادتی ہمارے ساتھ ہو رہی ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پچھلی دفعہ بھی میں۔۔۔۔۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی:</u> جناب سپیکر! چونکہ کورم پورا نہیں ہے اور جو بھی کام ہو رہا ہے، یہ ٹھیک نہیں ہے کیونکہ کورم پورا ہونا چاہیئے کیونکہ کورم پورا نہ ہو اور کوئی بھی بات، تو کون۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> Count down, please، آپ بیٹھ جائیں بھائی، 27 ہیں، دو منٹ کیلئے گھنٹی بجائی جائے۔

(اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

ایک رکن: <u>نماز کیلئے گئے ہیں،</u>

<u>جناب سپیکر:</u> دا نور تا سو ته مسلمانان نه ښکاری چې مونږ ته ئے هم وئیلې وے چې ټول په یو ځائے تلې وے؟ (شور) میں نے وہی بات کہی لیکن پشتو میں کہی (شور) کریں گے یہ بندوبست بھی کرینگے (شور) نه دې پوره؟ (شور) چلیں ایسا کرتے ہیں نا، آپ اپنی Last speech ختم کرلیں اور باقی میرے خیال میں صبح کیلئے کریں گے۔ یہ

ابھی صبح بھی دس بجے یا صبح نو بجے آپ بولیں گے۔ میں کیا کروں، میں کہاں سے ممبر لاؤں جو آپ کو سنیں؟ بس دو دو منٹ بولیں، اس سے زیادہ نہیں۔

جناب کشور کمار: نہیں سر، بس دو منٹ ہی ہیں۔ تو یہ جو Confusion پیدا ہو رہی ہے کیونکہ یہ بجٹ بک تیار کی جاتی ہے تو مدارس کو بھی ساتھ شامل کر کے جو ہماری منسٹری ہے، وہ حج اوقاف اینڈ مینارٹی آفیئرز ہے تو پچھلے سال بھی میں نے اسی بات پہ ایک رونا رو یا تھا کہ اس منسٹری کو دو حصوں میں Divide کر دیں، حج اوقاف کو الگ کر دیں اور مینارٹی کو الگ کر دیں، یہ Confusion پیدا نہیں ہو گی اور دوسری بات میں نے پہلے بھی حکومتی بنچوں سے پوچھا تھا کہ تمام، مرکز میں بھی اور تینوں صوبوں میں بھی مینارٹی کی جو منسٹری ہے، وہ مینارٹی کے لوگوں کے پاس ہی ہے اور Kindly مہربانی کریں، یہ منسٹری ہماری دو حکومتی بنچز بیٹھی ہیں، آصف بھٹی صاحب اے این پی سے ہے اور پرنس جاوید صاحب اس پارٹی سے ہے۔ کیا آپ کو ان پہ اعتبار نہیں ہے کہ یہ منسٹری نہیں چلا سکتے، کیا اتنی ان میں اہلیت نہیں ہے؟ چلا سکتے ہیں اور ان شاء اللہ اس منسٹر سے بہتر چلائیں گے (تالیاں) اور ایک کوشچن میں نے آپ کیلئے بھی چھوڑا تھا کہ جو آپ کے اختیارات میں ہیں کہ ہم تین ایم پی ایز یہاں موجود ہیں اور یہاں پر خواتین میں سے بھی منسٹر لیا گیا اور سٹینڈنگ کمیٹی کی Chairmanship بھی دی گئی ہے لیکن بد قسمتی سے دعوے تو ہم مینارٹی کے بہت کرتے ہیں لیکن نہ ہی منسٹری دی گئی اور نہ ہی Chairmanship ہمیں کسی کمیٹی کی دی گئی اور میں یہ امید کرتا ہوں کہ جب یہ بحث سمیٹی جائے گی اور بشیر بلور صاحب سے خاص طور پر ریکویسٹ کرتا ہوں، مجھے امید ہے کہ جب یہ بحث سمیٹی جائے گی، بجٹ پاس ہونے کی خوشخبری کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی خوشخبری دی جائے گی کہ ہم مینارٹی کو منسٹری دے رہے ہیں اور بجٹ پاس ہوتے ہی آپ کے کھانے سے پہلے ہمیں یہ نوید سنائی جائے گی کہ ہم آپ لوگوں کو Chairmanship بھی دے رہے ہیں، یہ مجھے پوری امید ہے آپ لوگوں سے (تالیاں) اور دوسری بات جو میں پہلے دن سے جہاں۔۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ حسین ابھی Resign کر لیں، آپ ابھی چیئرمین بن جائیں گے۔

جناب کشور کمار: سر، یہ آپ کا کام ہے، شاہ حسین کا کام نہیں ہے اور دوسری بات۔۔۔۔

ڈاکٹر اقبال دین: سر، زہ Resign ورکوم د لیبر کمیټۍ نه او دے د هغه واخلي۔

جناب کشور کمار: بس تھینک یو۔

جناب سپیکر: Good، اس کو کہتے ہیں نقد انعام، نقد انعام مل گیا۔

جناب کشور کمار: (قہقہہ) سر، بولنے سے کوئی تو ملتا ہے نا۔ سر، اب میں جو Important بات کرنے جارہاہوں سر، یہ دیکھیں، ہمارے ساتھ کتنے لوگوں کی محبت ہے، دوسری بات جو میں نے پہلے دن سے ایک بات کہی تھی، میاں صاحب! آپ نے بھی ہماری اس بات کی حمایت کی تھی، میں نے کہا تھا کہ اللہ پاک نے ہمیں پیدا ہونے کا حق دیا ہے لیکن ابھی ہمیں مرنے کا حق نہیں ملا اور یہ فنانس ڈیپارٹمنٹ والے بھائی بھی بیٹھے ہیں، شمشان گھاٹ جو ہمارا بنیادی حق ہے، آج تک ہمیں نہیں ملا۔ میں پچھلی گورنمنٹ سے بھی گلہ کرتا ہوں جو ہماری گورنمنٹ میں لیکن ہمیں نہیں دیا گیا تو میرا خیال ہے کہ ہمارے لئے، آپ سے میں نے اس دن بھی کہا تھا، ایک دفعہ پراپرٹی آپ خریدیں گے، ہمارے لئے لائف ٹائم کیلئے جب تک پاکستان ہے یا زندگی ہے، وہ جگہ بہت ہوگی کیونکہ ہم مردہ دفناتے نہیں، ہم اسے جلاتے ہیں۔ تو کم از کم اس اے ڈی پی میں ہمارے لئے ہر ڈسٹرکٹ کیلئے ہر سال اگر دو دو سیٹوں کو Consider کردیا جاتا اور اس کیلئے پلاٹ، زمین لی جاتی تو آج یہ مسئلہ حل ہو چکا ہوتا، تو میں امید کرتا ہوں کہ اس میں بھی ہمیں شمشان گھاٹ کیلئے پلاٹ لینے کیلئے پیسہ مہیا کیا جائے گا تاکہ یہ ہمارا جو دیرینہ اور بنیادی حق ہے، ہمیں دیا جائے اور امید کرتے ہیں کہ ہمیں خوشی ہوگی یہاں کی گورنمنٹ پہ اور بعض لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ آخری بجٹ ہے جو مجھے لگ رہا ہے جو آئین میں بھی ہے کہ چھ مہینے یا سال کا ہے۔ مجھے چھٹا بجٹ بھی آپ لوگ پیش کریں گے اور یہ میں امید کرتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔

جناب کشور کمار: کہ ہم اپنا ٹائم پورا کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ لیڈیز تو ساری چلی گئی ہیں، کوئی لیڈی رہتی ہے؟ جی نور سحر بی بی۔

محترمہ شازیہ طہماس خان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: آپ صبر کریں۔ نور سحر بی بی۔ لیڈیز سے کوئی نہیں بولی ہے۔ شازیہ بی بی! آپ بھی پانچ منٹ، دو دو منٹ، ابھی آپ بھی بولیں گے۔

محترمہ نور سحر: تھینک یو۔ جناب سپیکر صاحب! لیکن آپ نے چار دن کے بعد ایسا ٹائم دیا ہے کہ ہم تو بالکل سوئے ہوئے ہیں، اب تو ہمیں کچھ بھی یاد نہیں آرہا ہے، یہ آخر میں جاکر ہمیں ٹائم ملتا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بسم اللہ پڑھیں، بسم اللہ پڑھیں۔ دو منٹ بھی ہیں۔

محترمہ نور سحر: ہاں جی۔ تھینک یو، جناب سپیکر صاحب۔ سب سے پہلے تو میں اپوزیشن بھائیوں کا اور بنچز کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ جنہوں نے بڑے صبر و تحمل سے ہماری بجٹ سپیچ سنی ہے کیونکہ جو نیشنل اسمبلی میں ہوا ہے، جو پنجاب اسمبلی میں مچھلی بازار لگا ہوا تھا، اللہ کے فضل سے ہماری اسمبلی میں وہ مچھلی بازار نہیں لگا۔ اب بڑے اچھے ماحول میں ہماری بجٹ سپیچ ہو گئی ہے۔ سر، یہاں پر تو باتیں بہت ہیں لیکن جس طرح آپ نے ٹائم دیا ہے تو اس میں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کہاں سے شروع کروں اور کہاں پہ ختم کروں؟ سب سے پہلے میں ایک شعر سے شروع کرتی ہوں:

تاک میں دشمن بھی تھے اور پشت پر احباب بھی تیر پہلے کس نے مارا یہ کہانی پھر سہی

سر، یہاں پر باتیں اگر میں بجٹ پر جاتی ہوں تو بہت لمبی ہو جائیں گی یہاں پر سب سے پہلے میں یہ کہتی ہوں، یہاں پر بات مہنگائی کی ہو رہی ہے، میں کہتی ہوں کہ یہ مہنگائی خالی ہمارے صوبے میں ہے یا ہمارے ملک میں ہے یا ساری دنیا میں یہ مہنگائی ہے؟ یہ International inflation آیا ہوا ہے جو پوری دنیا میں مہنگائی، کوئی ایسا ملک مجھے دکھائیں، کوئی ایسا ملک مجھے دکھائیں جہاں پر مہنگائی نہیں ہے؟ میں ان کو چیلنج کرتی ہوں کہ کوئی ایسا ملک مجھے دکھائیں، یہ کونسا الہ دین کا چراغ ہوتا ہے کہ بجٹ پاس ہوتے ہی سب کچھ سستا ہو جاتا ہے، وہ الہ دین کا چراغ تو نہ ہمارے پاس ہے، نہ کسی اور ملک میں ہے، ہمیشہ جب بجٹ پاس ہوتا ہے تو چیزیں مہنگی ہو جاتی ہیں کیونکہ ایک سال سے دوسرے سال تو پروڈکشن زیادہ ہونے کی توقع ہوتی ہے اور آبادی زیادہ ہو جاتی ہے تو وہ پروڈکشن ہم پوری نہیں کر سکتے تو اس کی وجہ سے مہنگائی زیادہ ہوتی ہے، پاپولیشن زیادہ ہو جاتی ہے تو اس کی وجہ سے بہت کم چیزیں جو ہیں، سستی ہو جاتی ہے اور ہمیشہ ہر بجٹ کے بعد چیزیں مہنگی ہو جاتی ہیں۔ ایسی حکومت مجھے بتائیں، ایسی حکومت مجھے بتائیں کہ جس نے بجٹ پاس ہوتے ہی سب کچھ سستا کیا ہو؟ مجھے پچھلے پانچ سال جو گورنمنٹ رہی ہے، وہ کہیں سے ایک بجٹ کا نام لیں، ایک سال کا کہ جس میں انہوں نے مہنگائی کو ختم کیا ہو؟ یہ ساری چیزیں ہمارے اوپر آ رہی ہیں جو ہماری نہیں ہیں۔ ہم نے دہشت گردی کا مقابلہ کیا ہے، ہم نے سیلاب زدگیوں کا مقابلہ کیا ہے، ہم نے آئی ڈی پیز کا مقابلہ کیا ہے تو اس کے بعد آپ کا کیا خیال تھا کہ مہنگائی ختم ہو جاتی تھی؟ اس کے بعد تو دوگنی مہنگائی آ جاتی تھی۔ یہ بھی شکر کریں کہ کتنا متوازن اور غریب عوام دوست بجٹ ہم نے پیش کیا ہے، اس کیلئے آپ کو ہمیں Appreciate کرنا چاہیئے۔ یہ بجٹ جو ہے، یہ بہت اچھا بجٹ تھا کیونکہ ہمیں توقع

نہیں تھی کہ ہم پانچواں بجٹ پیش کریں گے۔ان شاء اللہ ہمیں امید ہے کہ اگر ایک دو بجٹ اور بھی ہم پیش کر سکیں تو ان شاء اللہ اس سے آپ کو اچھا رزلٹ ملے گا۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن اسمبلی کا مائیک بند ہوا)

جناب سپیکر: ایک منٹ کیلئے مائیک آن کریں اس کا۔

محترمہ نور سحر: اس شارٹ ٹائم میں نہ میں اب تعریف کر سکتی ہوں اور نہ میں اس ایجنڈے پر جا سکتی ہوں، جو Suggestions ہیں وہ بھی رہ گئی ہیں، تعریفیں بھی رہ گئی ہیں، میں صرف 17 نمبر Page پر جاؤں گی، پیراگراف نمبر 34 پر کہ یہاں پر Gender balance کا ذکر کیا گیا ہے۔ میں تو اس پر حیران ہوں کہ Gender balance کہاں پر ہے؟ مجھے اس پر حیرانگی ہو رہی ہے کہ یہاں پر عورتوں کے حصے میں یتیموں کو بھی ڈالا گیا ہے، بے سہاروں کو بھی ڈالا گیا ہے، معذوروں کو بھی ڈالا گیا ہے۔ کیا خالی بچے جو ہیں وہ عورتیں پیدا کرتی ہیں؟ اس میں Male کا کوئی شیئر نہیں ہوتا کہ سارے بجٹ میں انہوں نے سب کچھ جو ہے وہ ہمارے حصے میں ڈال دیا ہے؟ یتیم کے ہم ذمہ دار ہیں، بے سہاروں کے بھی ہم ذمہ دار ہیں اور معذوروں کے بھی ہم ذمہ دار ہیں، بچوں کو پیدا کرنا صرف عورتوں کا کام ہے، مرد کا اس میں کوئی شیئر نہیں ہے کہ سب کچھ ہمارے حصے میں ڈال دیا ہے؟ یہاں تو میں ان سے یہ کوئسچن کرتی ہوں کہ کس Gender balance کی بات ہے؟ آپ کے ڈیسک سے لیکر وزیر اعلیٰ کے سیکرٹریٹ تک اور سارے صوبے میں، بلکہ پورے پاکستان میں اس طرح نہیں ہے جس طرح اس صوبے میں Gender balance ہو رہا ہے، یہاں تو Gender balance کا نام ہی نہیں لکھنا چاہیئے تھا، یہاں تو سارا Gender balance غلط ہو رہا ہے، یہاں تو تین تین گھنٹے ہم چیختے ہیں، ہمیں کوئی بولنے نہیں دیتا ہے، ہم پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھتی ہیں، ہمیں کوئی بولنے نہیں دیتا۔ ہم بجٹ سپیچ کیلئے چار دن بیٹھے ہوئی تھیں، ہمیں کوئی بولنے نہیں دیتا تو یہاں پر کس Gender balance کی بات ہو رہی ہے؟ منسٹریاں ہمیں دیدی گئی ہیں یا کونسا؟ یہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب سے میں نے یہی گلہ کیا تھا کہ آپ سپیشل فنڈ کا اعلان کر دیں، تین چار دفعہ میں چیختی ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ نہیں بی بی، یہ آپ کے پارلیمانی لیڈر کا ہے، پارلیمانی لیڈر نے کب سے ہمیں سپیشل پیکیج دینا شروع کر دیا ہے؟ ہمیشہ جو ہے وزیر اعلیٰ صاحب دیتے ہیں سپیشل پیکیج، فیڈرل میں پی ایم دیتے ہیں، یہاں وزیر اعلیٰ صاحب دیتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب اعلان کر دیں تاکہ ہمارے پارلیمانی لیڈر ہمیں دیتے ہیں یا نہیں دیتے لیکن وہ وزیر اعلیٰ صاحب کو اعلان کرنا، لیکن انہوں نے یہ بھی

گوارہ نہیں کیا ہے اور آپ کو میں یہ، پچھلے سال چوبیس Skill centers تھے، چوبیس Skill Centers میں عورتوں کو کیا ملا ہے؟ ایک سنٹر بھی کسی عورت کو آج تک نہیں ملا ہے۔یہاں Gender balance میں کیا کہتے ہیں کہ ہم نے لڑکیوں کے سکول بڑھا دیئے ہیں، ہم نے اپ گریڈ کر دیئے ہیں، آپ نے کس عورت کو لڑکیوں کا سکول دیا ہے؟ حکومت کے اس رویئے پر ہم ان سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں اور ان سے ریکویسٹ کرتے ہیں کہ برائے مہربانی، خدا کیلئے اس Gender balance کا استعمال صحیح طور پر کر دیں۔ جناب سپیکر صاحب، چونکہ ہمیں بہت کم وقت دیا جاتا ہے، اس لئے میری جو Suggestions تھیں، وہ بھی رہ گئی ہیں-----

<u>جناب سپیکر:</u> جی Gender-----

<u>محترمہ نور سحر:</u> اس میں کس عورت کو سنٹر ملا ہے، کس کو پرائمری سکول ملا ہے؟

<u>جناب سپیکر:</u> جی شازیہ طہماش۔

<u>Ms. Shazia Tehmas Khan:</u> Thank you very much, Mr. Speaker. I am really grateful that you have given me an opportunity to express my views on the Budget.

سر، First of all میں منتخب حکومت کو پانچویں مالیاتی سال پر پانچویں بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتی ہوں، And indeed Sir, it`s very good budget that has been presented uptill now, keeping in view the crises and disaster that have been faced by the Government. میں تو نہ اس بجٹ کی مخالفت کروں گی اور نہ حمایت کیونکہ Already جو میرے پوائنٹس تھے، وہ حاجی بلور صاحب بھی بول چکے ہیں، وہ مفتی کفایت اللہ صاحب بھی بول چکے ہیں، لہذا اس کو میں Repeat نہیں کروں گی لیکن کچھ ایسی باتیں ہیں کہ جو میری نظر سے گزری ہیں تو وہ میں چاہوں گی کہ آپ کے نوٹس میں لے آؤں۔ وائٹ پیپر میں اگر آپ دیکھیں تو 103 نمبر صفحے پر جو Foreign Assistance کا ہیڈ Mention کیا گیا ہے جس میں تقریباً 23.258 ملین Mention ہوئے ہیں اور اس میں گرانٹ کا جو پورشن ہے، وہ تقریباً 19500 ملین ہے اور جبکہ Loan جو ہے تو وہ 3695 ہے، لفظ Loan جہاں ذکر آتا ہے تو اس کے ساتھ بہت زیادہ Controversies بھی وابسطہ ہیں، میری گزارش وزیر خزانہ سے ہو گی کہ جب وہ اپنی سپیچ کریں تو اس میں یہ ضرور Mention کریں کہ Loan سے ان کی مراد کس Nature کی ہے، کس نوعیت کی ہے اور کس ساخت کی ہے؟ Individually developmental partners، یہ تقریباً وہ ادارے ہیں،

انٹرنیشنل ادارے ہیں یا ڈونر ایجنسیز ہیں جو کہ ہمارے صوبے کو فنڈنگ کرتے ہیں یا ہمارے ملک کو کر رہے ہیں۔اس میں UNDP بھی ہے،اس میں جائیکا بھی ہے اور اس میں۔۔۔۔۔

(مداخلت)

محترمہ شازیہ طہماس خان: سر، اگر آپ آپس میں بات کر رہے ہیں اور آپ ایک خاتون کو سننے کا حوصلہ نہیں رکھتے تو ہم کوئی بات نہیں کرتے، ہم واپس اپنی سپیچ لے لیتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مجھے نہ دیکھیں، آپ کا منسٹر سب کچھ سن رہا ہے، آپ اپنی تقریر جاری رکھیں، ٹائم ضائع نہ کریں۔

محترمہ شازیہ طہماس خان: سر، رولز کے Accordingly میں نے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ٹائم ضائع نہ کریں، ٹائم صائع نہ کریں۔

محترمہ شازیہ طہماس خان: رولز کے Accordingly میں نے آپ کو مخاطب کرنا ہے، منسٹر کو نہیں سر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بولیں، میں سن رہا ہوں۔

محترمہ شازیہ طہماس خان: تو سر، جو Individual یا Developmental partners ہیں، صفحہ نمبر 104 پہ اگر آپ دیکھیں تو اس میں جائیکا بھی ہے، DFID بھی ہے، UNDP بھی ہے اور USAID بھی ہے تو اس میں صرف میرا کوئسچن یہاں پہ یہ ہوگا کہ اگر ہمارے ملک یا صوبے کے حالات International Scenario میں دیکھیں ٹھیک نہ ہوں تو کیا یہ پراجیکٹس Sustainable رہیں گے، Continued رہیں گے یا پھر ان کی فنڈنگ بند کر دی جائیگی؟ سر، یہ میرا ایک کوئسچن ضرور ان سے ہے۔ تیسرا اگر سیکٹر وائز اس میں Investment آپ دیکھیں تو ایجوکیشن کے ہیڈ میں انہوں نے بلا ضرورت بہت زیادہ Details دی ہوئی ہیں جو کہ ضروری نہیں ہیں، ہاں البتہ پاکستان ایجوکیشن اینڈ ریسرچ نیٹ ورک کے ساتھ جو آٹھ خواتین سکولوں کا الحاق کیا گیا ہے، وہ قابل تعریف ہے، یہاں پر صرف سوشل ویلفیئر کے ہیڈ میں جو صرف دس سلائی سنٹر دیئے گئے ہیں، میں سمجھتی ہوں کہ وہ ناکافی ہیں، چاہیے تو یہ کہ دس سلائی سنٹر بھی نہ ہوں لیکن اگر دیئے ہیں تو اسکی تعداد تھوڑی سی بڑھائی جائے اور Important factor جو اوقاف، حج اور اقلیتی امور کا محکمہ ہے، میں نے اس بجٹ اور وائٹ پیپر میں یہ دیکھا ہے کہ ہر ڈیپارٹمنٹ میں NGOs یا ڈونر ایجنسیز نے فنڈنگ کی ہے لیکن جو حج اور اوقاف کا محکمہ

ہے، اس میں کوئی فنڈنگ نہیں ہوئی ہے، کوئی اس میں Developmental partner نہیں ہے، کوئی Individual نہیں ہے تو ایک طرف یہ ادارے جو ہیں، مذہبی ہم آہنگی کی بات کرتے ہیں لیکن اتنا Important جو ادارہ ہے، اس میں کیا وجہ ہے کہ اس میں کسی NGO نے اب تک فنڈنگ نہیں کی؟ ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ میں صرف جو دس Ongoing اور پانچ نئی سکیمیں ہیں تو مجھے اس کے متعلق معلومات چاہئیں کہ بھئی ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ تو ہر ڈیپارٹمنٹ میں ہوتی ہے، الگ سے اس کیلئے اتنے پیسے کیوں Allocate کئے گئے ہیں؟ اور آخر میں خواتین کا فنڈ ہے سر، میں زیادہ Openly بات نہیں کروں گی کیونکہ سب کو پتہ ہے لیکن صرف ایک چھوٹا سا شعر ہے کہ:

ے
ہم نے ان کے سامنے رو رو کے مٹکے بھر دیئے
وہ آئے اور نہا کر چل دیئے

(قہقہہ) اس دفعہ بھی یہ لیڈیز کا فنڈ پورے کا پورا ان کو ملنا چاہیے۔ شکریہ۔ گزارش ہے

<u>جناب سپیکر</u>: ہو جائے گا، شکریہ۔ اچھا اب ہاؤس سے گزارش ہے کہ چونکہ حاضری بھی بہت کم ہو گئی ہے اور اگر آپ لوگ اجازت دیں گے جو معزز اراکین رہتے ہیں، ان کو کل صبح موقع ملے گا، تب ٹھیک بولیں گے۔ وزیر خزانہ صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ کل صبح دس بجے سیشن کریں گے، صبح ان شاء اللہ اللہ کی رضا سے اور اگر ضروری ہوا تو ڈبل شفٹ کریں گے، تین بجے دوبارہ بیٹھیں گے تاکہ ہر کسی کو پورا پورا ٹائم ملے۔ کل صبح دس بجے تک کیلئے ہاؤس کو Adjourn کرتا ہوں۔ شکریہ، تھینک یو۔

(اجلاس بروز جمعہ مورخہ 15 جون 2012ء صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)